

اس ملنی بسا لے میں دھتِ سوچی کے مرد جو دیتے کے میں خداون
بمرید و پشتو ملے اور دیر مرتضیٰ کا حقیقتی واقعیت اُن کے درجے
و پر پ نہ ازیں ثبوت پڑیں کیا گیہ

عَلَيْكُمْ سَلَامَ كُلُّكُمْ



مولف

علام محمد عطاء قادری جطاری

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَلَا شَرِيكَ لَهُ

عاشقو! خوشیاں مناؤ آمدِ محبوب ہے
راستہ دل کو بناؤ آمدِ محبوب ہے

سنٰت ربِ العلیٰ ہے جشن میلاد النبی
پھٹے پھٹے کو سجاو آمد محبوب ہے

آ رہے ہیں باعث تخلیق عالم مومنو!
پلکیں را ہوں میں بچھاؤ آمد محبوب ہے

نعتیں کو نین کی ہیں جس کا صدقہ بالیقین
اس نبی کے گیت گاؤ آمد محبوب ہے

لینے آغوش کرم میں رب کی رحمت چھاگئی
عاصیو! اب جہوم جاؤ آمد محبوب ہے

یاد آقا میں بہا کر دل سے اشک بے بہا
نار، دوزخ کی بجھاؤ آمد محبوبے

خوش دلی سے خرچ کر کے مال و دولت چاہ میں
انی قسمت کو جگاؤ آمد محبوب سے

مخلیں ذکر نبی کی جا بجا کر کے عطا
راطہ حق سے ملاو آمد محبوں ہے

پہلے اسے پڑھئے!

پیارے اسلامی بھائیو! عقل مند سائل یقیناً اسے، ہی کہا جائیگا کہ جو سچی کا دریائے کرم جوش میں دیکھ کر دست سوال دراز کرنے میں دیر نہ کرے کیونکہ ایسے موقع پر کریم کی بارگاہ سے ان انعامات کی بارش ہوتی ہے کہ جن کا عام حالات میں انسان تصور بھی نہیں کر سکتا۔ عاشقوں کی عید یعنی عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی ایسا ہی با برکت اور پر نور موقع ہے کہ جس کی آمد کی بناء پر تمام بخوبیوں کو سخاوات کی خیرات تقسیم فرمانے والے رہ سر کار عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دریائے سخاوت انتہائی جوش پر ہوتا ہے۔ پس عقل مندو موقع شناس طالبِ کرم کو چاہئے کہ جشن ولادت کا اهتمام کرنے کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دست سوال دراز کرنے اور بارگاہ الہی عزوجل سے دنیوی اور آخری نعمتوں اور حتمی فلاج و کامرانی کا مستحق بننے میں دیرینہ کرے اور اس سعادت عظمیٰ کے حصول میں رکاوٹ بننے والے شیطانی وسوسوں کو دل میں جگہ بھی نہ دے کیونکہ جہاں اس مبارک ترین موقع پر اللہ تعالیٰ کی رحمت کرم نوازی کے بہانے تلاش کر رہی ہوتی ہے وہیں شیطان بھی اپنے رفقاء سمیت امت سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس نعمت سے کامل طور پر پیش یاب ہونے سے محروم و نا مراد کرنے کیلئے مصروف عمل ہوتا ہے۔

الحمد للہ! سگِ عطار نے بھی دلچسپ انداز میں بزرگان دین کی اتباع میں، اللہ تعالیٰ کی رحمت کے حصول اور بارگاہ و رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں سرخروئی، امید شفاعت اور سادہ لوح اسلامی بھائیوں اور بہنوں کو شیطانی دسروں سے محفوظ رکھنے کیلئے چند سطریں تحریر کرنے کی سعادت حاصل کی ہے امید واثق ہے کہ اس انداز دلچسپ کو نگاہ پسندیدگی سے دیکھا جائے گا۔ اس رسالے کی تکمیل صرف بزرگوں کا فیض ہے، ہاں اس میں موجود ان글اط سگِ عطار کا کارنامہ ہے۔

اس رسالے میں موجود کردار ایک اعتبار سے حقیقت اور ایک حیثیت سے فرضی ہیں، بہر حال مقصود کا حاصل ہو جانا دونوں صورتوں میں سے کسی کو بھی تسلیم کر لینے پر، اللہ تعالیٰ کی عطا سے متوقع ہے اس رسالے میں پارھویں شریف کے متعلق وسوسوں کا نہ صرف جواب دیا گیا بلکہ عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منانے کا طریقہ، اس کی فضیلت، رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضائل و کمالات و محبذات اور آپ کی ولادت و رضاعت کے واقعات کو بھی مستند کتب تاریخ سے نقل کرنے کا شرف حاصل کیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس کوششِ مختصر کو اپنی بارگاہ پیکس پناہ میں قبول و منظور فرمائے اور اسے امیر اہلسنت، امیر دعوت اسلامی، حضرت علامہ مولانا ابوالبلال محمد الیاس عطار قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ اور قبلہ سید عبدالقدار با پوشریف مغل العالی سمیت تمام اہلسنت اور مشائخ عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کیلئے خصوصاً اور عوام اہلسنت کیلئے عموماً بلندی درجات کا سبب بنائے۔

آمین بجاه النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

ترجمہ: اے اللہ عزوجل قبول فرمائے (یہ دعا) امانت دار نبی کی عظمت اور بزرگی کے وسیلے سے ان پر اللہ تعالیٰ، رحمت اور اسلامی نازل فرمائے۔

طالب مدینہ و بقیع و مفتر

محمد اکمل عطا قادری عطاری

۳ صفر المظفر ۱۴۲۰ھ

ایک نوجوان نماز فجر باجماعت ادا کرنے کے بعد سر جھکائے، نگاہیں پنچی کئے، انہائی عقیدت و محبت کے ساتھ اپنے محسن اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں درود وسلام کے نذرانے پیش کرتا ہوا، چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا ہوا، مسجد سے گھر کی جانب روائی دواں تھا، ایک دینی ماہول سے وابستگی سے اللہ تعالیٰ کی رحمت نے اسے مکمل طور پر اپنی آغوش میں لیا ہوا تھا۔

چنانچہ اس کے سر پر عمامہ شریف اور زلفیں، چہرے پر داڑھی شریف، بدن پر سفید لباس، سینے پر باعث میں جانب جیب میں نمایاں طور پر مسواک شریف اور چہرے پر عبادت پر استقامت اور گناہوں سے مکمل طور پر پرہیز کی برکت سے نورانیت کی جلوہ گری تھی۔

اس سنتوں کے چلتے پھرتے نمونے پر نظر پڑتے ہی جاں ثاران مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یعنی صحابہ کرام علیہم الرضوان کی اتباع سنت میں دیوالگی کی یاد تازہ ہو رہی تھی جب یہ متینی و بامل نوجوان ایک باغ کے پاس سے گزراتوباغ میں موجود پانچ چھوٹی فیشن اسپل نوجوانوں کی نگاہ اس پڑگئی اس شرم و حیاء کے پیکر کو دیکھ کر انہیں دل میں عجب سکون و اطمینان اترتا ہوا محسوس ہوا، گناہوں بھری زندگی پر ندامت محسوس ہونے لگی اور اللہ تعالیٰ کے اس نوجوان کو اپنے انعامات کیلئے منتخب کر لینے پر مشک آنے لگا۔ ان میں سے ایک نے اپنے دوستوں سے کہا، یار دیکھو! اس کے چہرے پر کتنا نور ہے، داڑھی اس کے چہرے پر کتنی پیاری لگ رہی ہے۔ دوسرا بولا، ہاں واقعی بہت نورانی چہرہ ہے، بس یار یہ سب اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی فرمانبرداری کا انعام ہے۔

ہماری طرح تھوڑا ہے کہ سارا سارا دن اٹھے سید ہے کام کرتے پھرتے ہیں۔ اس کے خاموش ہونے پر تیسرا بولا یار، اگر تم پسند کرو تو اس سے بارہ وفات (پنجاب سائیڈ پر بارھویں شریف کیلئے عوام الناس میں اکثر یہی اصطلاح معروف ہے) کے بارے میں کچھ پوچھیں، مل ہم سوچ ہی رہے تھے کہ کسی دیندار آدمی سے اس کے بارے میں کچھ پوچھیں گے۔ سب نے اس کی رائے پر رضا مندی کا اظہار کیا، چنانچہ ایک بولا، ہاں یہ بالکل ٹھیک ہے ویسے بھی آج چھٹی کا دن ہے، اپنے پاس نائم بھی کافی ہے، اس سے معلوم کرتے ہیں اگر یہ کچھ وقت دے دے تو مزہ آجائے۔ یہ طے کرنے کے بعد وہ سب اس نوجوان کے قریب پہنچ گئے ان میں سے ایک نے جھوکتے ہوئے کہا بھائی صاحب! ہمیں آپ سے کچھ بات کرنی ہے۔ نوجوان نے آوازن کر پلٹ کر ان کی جانب اپنی سرگمیں آنکھیں اٹھائیں، ان پر نگاہ پڑتے ہی اس کا دل غم کے گھرے سمندر میں غوطے کھانے لگا، اسے امت کے غم میں رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے رونے، راتوں کو جاگ جاگ کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں امت کے گناہگاروں کیلئے مغفرت کا سوال کرنے اور اس کے جواب میں امت کا بے مردگی اور احسان فراموشی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس معصوم و غنوار آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنتوں سے منہ موڑ کر، ان کے دشمنوں کے طریقے اپنانے نے تڑپا دیا بہر حال اس نے دل کو سنبھالتے ہوئے اور سنت کے مطابق گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے، سب سے پہلے انہیں سلام کیا۔ سلام سنتے ہی وہ نوجوان شرمندہ ہو گئے، جھینپتے ہوئے فوراً جواب دیا، نوجوان نگاہیں پنچی کئے ملائمت سے گویا ہوا،

پیارے اسلامی بھائیو! الحمد للہ عزوجل، ہم مسلمان ہیں اور اللہ تعالیٰ کے سب سے محبوب ترین نبی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی امت میں پیدا کئے گئے ہیں، چنانچہ ہمیں اپنی گفتگو کا آغاز بھی اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت اور اسلامی طریقے کے مطابق کرنا چاہئے۔ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے، "سلام بات چیت کرنے سے پہلے ہے۔" (ترمذی) وہ اصل میں ہمیں خیال نہ رہا تھا، آئندہ ضرور خیال رکھیں گے ایک نوجوان نے مزید شرمندگی محسوس کرتے ہوئے جلدی سے کہا۔ چلیں آئندہ ضرور خیال رکھئے گا ان شاء اللہ عزوجل برکت ہوگی۔ حکم فرمائیے میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں؟ نوجوان نے عذر قبول کرتے ہوئے حسب سابق شفقت سے کہا۔ ان میں سے ایک، سب کی طرف سے نمائندگی کرتے ہوئے بولا، وہ کل ہم سب بارہ وفات کے بارے میں آپس میں بحث کر رہے تھے اور اس کے متعلق بیٹھا رسولات ہمارے ذہنوں میں موجود ہیں، ہم چاہ رہے تھے کہ آپ ہمیں کچھ وقت دیکھاں کے بارے میں تفصیل سے بتائیں اور ہمارے سوالوں کے جواب دے کر ہمیں مطمئن کر دیں تو بہت مہربانی ہوگی، ویسے بھی آج چھٹی کا دن ہے، آپ کے پاس بھی کچھ نہ کچھ وقت ضرور ہوگا۔ ان کی درخواست سن کر، نوجوان کو دینی ماحدوں سے وابستہ رہتے ہوئے طویل عرصے تک سنتوں کی خدمت کرنے کے باعث، یہ نتیجہ اخذ کرنے میں دیرینہ لگی کہ ان نوجوانوں کا تعلق مسلمانوں کے اس گروہ سے ہے کہ جو گھروں میں دینی ماحدوں نے کی بنا پر علوم دینیہ سے محروم رہتے ہیں اور پھر اس پیاس کو بجا نے کیلئے بعض اوقات ان لوگوں کے ہاتھ چڑھ جاتے ہیں کہ جن کا کام ہی یہ ہے کہ بھرپور کوشش کر کے کسی بھی طرح مسلمانوں کے دل سے عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نکال کر انہیں ذات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر بزرگان دین پر تنقید کا عادی ہنا دیا جائے بلکہ ان کی سوچ کو اتنا ناپاک کر دیا جائے کہ وہ جب بھی اپنے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر غور کریں تو صرف اور صرف کوئی عیب یا کمی ڈھونڈنے کیلئے۔ یہ خیال آتے ہی اس نے تھیہ کر لیا کہ ان شاء اللہ عزوجل جتنا بھی ممکن ہو سکا وسوسوں کی کاث کر کے ان کے دلوں میں اپنے پیارے پیارے مدنی آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت اور بارہویں شریف کی محبت ہمیشہ ہمیشہ کیلئے راخ کرنے کی کوشش کروں گا۔ چنانچہ اس نے جواب دیتے ہوئے کہا.....

پیارے اسلامی بھائیو! ویسے تو میری مصروفیات بہت زیادہ ہیں اور علمی دولت کی کثرت کا دعویٰ بھی نہیں کرتا، لیکن آپ کے جذبے کے پیش نظر کچھ نہ کچھ وقت ضرور نکالوں گا اور جتنا بھی ممکن ہو سکا آپ کے سوالات کے جوابات دینے کی کوشش کروں گا، بہتر ہے کہ کہیں بیٹھ جائیں تاکہ اطمینان سے گفتگو ہو سکے۔ وہ نوجوان مرضی کے عین مطابق نتیجہ نکلنے پر بہت خوش ہوئے بوئے اندر باغ میں بیٹھتے ہیں ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا میں گفتگو کرنے کا بہت لطف آئے گا۔ مشورے پر عمل پیرا ہوتے ہوئے سب ایک درخت کے نیچے پہنچے اور پھر تمام نوجوان، باعمل نوجوان سے کچھ فاصلہ پر حلقوں کی شکل میں بیٹھ گئے۔

میرے خیال میں گفتگو شروع کرنے سے پہلے آپ میں تعارف نہ کروالیا جائے؟ ان میں سے ایک نوجوان بولا، ہاں کیوں نہیں، سب سے پہلے میں ہی اپنا تعارف کرواتا ہوں، میرا نام احمد رضا ہے اور حال ہی میں میں نے کیمیکل انجینئر گ میں ڈپلومہ کیا ہے۔ باعمل نوجوان نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ نوجوان یہ سن کر بہت حیران ہوئے، ان میں سے ایک گویا ہوا، کیا آپ نے بھی دنیاوی تعلیم حاصل کی ہے؟

احمرضا..... جی ہاں، لیکن آپ یہ سن کرتے ہیں جیران کیوں ہو گئے؟
نوجوان..... اس لئے کہ ہمارا تو خیال تھا کہ جتنے بھی داڑھی عما مے والے ہوتے ہیں، سب کے سب دنیا سے بالکل الگ تھلگ رہتے ہیں، دنیاوی تعلیم سے نہ صرف نفرت رکھتے ہیں بلکہ دوسروں کو بھی اس کے حاصل کرنے سے روکنے کی کوشش کرتے ہیں، صرف اور صرف دینی کتابیں ہی پڑھتے ہیں۔

احمرضا..... نہیں یہ بالکل غلط خیال ہے اور دین داروں سے بذلن اور دور رکھنے کیلئے شیطان کی طرف سے مشہور کی ہوئی بات ہے کیونکہ نہ تو دین اسلام ہمیں اس سے منع فرماتا ہے اور نہ کوئی مدنی مخالف اس کا مخالف ہے ہاں اتنا ضرور ہے کہ یہ علوم، شریعت کے دائرے میں رہ کر سیکھے جائیں اور نیت کو اچھار کھا جائے اور ان کی وجہ سے دین اسلام کی پاکیزہ تعلیم کو حقیر و معمولی سمجھ کر نظر انداز نہیں کرنا چاہئے۔ چنانچہ ہم بھی دنیاوی علوم پڑھتے ہیں، لیکن ساتھ ساتھ دین اسلام سے متعلق ضروری معلومات حاصل کرنے کا سلسلہ بھی جاری رہتا ہے۔

نوجوان..... واہ! یہ تو بہت اچھی بات ہے۔ اچھا ہوا کہ آج آپ سے ملاقات کی برکت سے یہ مسئلہ بھی حل ہو گیا۔ اچھا اب میں اپنا اور باقی دوستوں کا تعارف بھی کراؤں، میرا نام جاوید ہے، سب سے پہلے ٹوپی ہے، پھر جانی ہے، پھر پویز ہے، یہ شان ہے اور آخر میں ساگر ہے۔ یہ نام سن کر احمد رضا کے چہرے پر افرادگی کے آثار نمایاں ہو گئے۔

جاوید..... خیریت تو ہے آپ کچھ افسر دہ دکھائی دینے لگے..... کیا ہماری کوئی بات ناگوارگی ہے؟

احمرضا..... غمگین ہونے کی وجہ ان شاء اللہ عزوجل بعد میں عرض کروں گا، آپ ارشاد فرمائیے کیا پوچھنا چاہتے ہیں؟
جاوید..... میں ان سب کی طرف سے سوالات کرتا جاؤں گا، آپ جوابات عنایت فرماتے جائیے۔

سوال..... بارہ وفات کیا ہے..... اور..... اسے یہ نام کیوں دیا گیا ہے؟

احمر رضا..... دراصل اسے بارہ وفات کہنا ہی نہیں چاہئے بلکہ اسے عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، بارہویں شریف، عیدوں کی عید، یا عاشقوں کی عید کہنا چاہئے۔ کیونکہ ربیع الاول کی بارہ تاریخ کو محجوب کریا سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دنیا میں جلوہ افروز ہوئے تھے اسلئے اسے بارہویں شریف کہتے ہیں اور چونکہ لغوی اعتبار سے عید وہ دن ہوتا ہے کہ جس میں کسی صاحبِ فضل یا کسی بڑے واقعے کی یادگار منائی جاتی ہو (مصابح اللغات) اور یقیناً ہمارے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شخصیت سے زیادہ صاحبِ فضل شخصیت اور آپ کی ولادت مبارکہ سے زیادہ اہم واقعہ اور کون سا ہوگا؟ لہذا اسے عید میلاد النبی یا عیدوں کی عید بھی کہہ دیتے ہیں۔

سوال..... تو پھر اسے بارہ وفات کیوں کہتے ہیں؟

احمر رضا..... بعض لوگوں کا خیال ہے کہ رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال شریف بارہ ربیع الاول کو ہوا چنانچہ اس اعتبار سے اسے بارہ وفات کہہ دیتے ہیں لیکن صحیح یہی ہے کہ تاریخ وصال دور ربیع الاول ہے جیسا کہ علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی بخاری شریف کی شرح فتح الباری میں طویل بحث کے بعد ثابت کیا ہے۔ چنانچہ ہمیں چاہئے کہ خود بھی اسے بارہ وفات کہنے سے پرہیز کریں اور اس عظیم الشان خوشی کے موقع کا یہ نام رکھنے سے دوسروں کو بھی محبت و شفقت کے ساتھ روکیں۔ کم از کم اپنے گھروں کو تواں بارے میں ضرور سمجھانا چاہئے۔

سوال..... اس دن مسلمانوں کو کیا کرنا چاہئے؟

احمر رضا..... صرف اس دن ہی نہیں بلکہ ربیع النور کی پہلی تاریخ سے لے کر بارہ تک ان بارہ دنوں میں جتنا اور جس طرح بھی ممکن ہو ہر امتی کو چاہئے کہ نور مجسم فخر بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رضا و خوشنودی کیلئے خوشی کے اظہار کے مختلف طریقے اپنائے مثلاً آپس میں مبارکباد دیں اپنے گھر دکان گلی محلہ اور مسجد کو قیمتوں اور جہنڈوں سے سجاویں، اپنی سائیکل یا موٹر سائیکل یا کار وغیرہ پر بھی جہنڈے لگائیں، مٹھائیاں تقسیم کریں، دودھ شربت پلائیں، کھانا کھلائیں، دُور دپاک کی کثرت کریں، اجتماعات منعقد کریں جس میں مدنی آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضائل و کمالات و مجازات اور ولادت مبارکہ کے واقعات بیان کئے جائیں، خوب خوب نعمتیہ محافل قائم کریں، ہر قسم کے صغیرہ کبیرہ گناہ سے بچیں اور نیک اعمال کی کثرت کی کوشش کریں اور خصوصاً بارہ تاریخ کو گھر کو خوب صاف ستر کر کھیں، تازہ غسل کریں ہو سکے تو نئے کپڑے اور اگر استطاعت نہ ہو تو پرانے ہی مگر اچھی طرح دھو کر پہنیں آنکھوں میں سرمد لگائیں، خوب اچھی طرح عطر ملیں، طاقت اور قدرت ہو تو روزہ رکھیں اور اپنے علاقے میں نکلنے والے جلوں میں شرکت کر کے اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہونے والی بیشمار رحمتوں اور برکتوں سے حصہ طلب فرمائیں۔

سوال..... کیا یہ سب کرنے کا ہمیں حکم دیا گیا ہے؟

احمد رضا..... دراصل اللہ تعالیٰ نے ہمیں قرآن پاک میں اپنی نعمتوں کو ظاہر کرنے اور ان پر اظہار خوشی کا حکم فرمایا ہے۔
چنانچہ سورہ الحجی میں ارشاد فرمایا.....

و اما بِنَعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدُثْ (پارہ ۳۰، آیت ۱۱)

اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچہ کرو۔

اور سورہ یونس میں فرمان عالیشان ہے.....

قَلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَةِ فَبِذَلِكَ فَلِيَفْرَحُوا طَ هو خَيْرٌ مَا يَجْمِعُونَ (پارہ ۱۱، آیت ۵۸)

تم فرماؤاللہ ہی کے فضل اور اسی کی رحمت اور اسی پر چاہئے کہ خوشی کریں وہ ان کے سب دھن دولت سے بہتر ہے۔

ان آیات مبارکہ میں اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمت کا چرچا کرنے اور اس پر خوشی منانے کا صراحتہ حکم موجود ہے اور اس میں کسی کو بھی ہرگز ہرگز شک و انکار نہیں ہو سکتا کہ سرور کو نین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دنیا میں آمد، اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمتوں میں سے ایک بہت بڑی نعمت ہے۔ چنانچہ حکم قرآن کے مطابق اس نعمت کا بھی ہمیں خوب چرچا کرنا چاہئے اور اس پر خوب خوب خوشیاں منانی چاہئیں اور اس اظہار خوشی کیلئے ہر وہ طریقہ اختیار کرنا جائز ہوتا چاہئے کہ جسے شریعت نے منع نہ کیا ہو اور میں نے ابھی جو طریقے عرض کئے وہ تمام کے تمام جائز ہیں، ان میں سے کوئی بھی چیز شرعی لحاظ سے حرام و منوع نہیں۔

سوال..... ان آیات میں خوشی و مسرت کے اظہار کیلئے کسی خاص وقت کی قید نہیں لگائی گئی تو پھر ہم ولادت کی خوشی کیلئے ربع الاول کے بارہ دنوں کوئی کیوں منتخب کرتے ہیں؟

احمد رضا..... مخصوص دنوں کو قلبی مسرت کے اظہار کیلئے منتخب کرنا بھی قرآن پاک کے حکم اور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت کے عین مطابق ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا.....

و ذكْرُهُمْ بِأَيَامِ اللَّهِ اور انہیں اللہ عزوجل کے دن یاد دلا۔ (پارہ ۱۳ سورہ ابراہیم آیت ۵)

اس آیت کریمہ کی تفسیر فرماتے ہوئے حضرت نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تفسیر خزان العرفان میں ارشاد فرماتے ہیں بعض مفسرین نے فرمایا کہ ایام اللہ سے وہ دن مراد ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر انعام فرمایا جیسا کہ بنی اسرائیل کیلئے من و سلوئی اتارنے کا دن اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کیلئے دریا میں راستہ بنانے کا دن وغیرہ (خازن و مدارک و مفردات راغب) (پھر فرمایا) ان ایام اللہ میں سب سے بڑی نعمت کے دن سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت و معراج کے دن ہیں ان کی یاد گار قائم کرنا بھی اس آیت کے حکم میں داخل ہے۔

اور انہوں کو عبادت وغیرہ کے ذریعے خاص کر لینا، سنت اس طرح ہے کہ بخاری و مسلم شریف میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو یہودیوں کو عاشورہ (یعنی دن محرم) کا روزہ رکھتے پایا دریافت فرمایا یہ کیا دن ہے کہ تم روزہ رکھتے ہو؟ عرض کی گئی یہ عظمت والا دن ہے کہ اس میں مویٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کو اللہ تعالیٰ نے نجات دی اور فرعون اور اس کی قوم کو ڈبو دیا، لہذا مویٰ علیہ السلام نے بطور شکر اس دن کا روزہ رکھا، چنانچہ ہم بھی روزہ رکھتے ہیں (یہ سن کر مدنی آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے) ارشاد فرمایا کہ مویٰ علیہ السلام کی موافقت کرنے میں بہ نسبت تمہارے ہم زیادہ حقدار و قریب ہیں چنانچہ آپ نے خود بھی روزہ رکھا اور اس کا حکم بھی فرمایا۔

دیکھئے..... اس حدیثِ پاک سے واضح ہو گیا کہ جس دن اللہ تعالیٰ کے کسی انعام کا نزول ہوا، اسے عبادت کیلئے مخصوص کرنا حضرت مویٰ علیہ السلام کی اور آپ کی موافقت میں مدنی آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اور آپ کے حکم کی تعمیل میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بھی سنت مبارکہ ہے۔ چنانچہ ربع النور شریف میں مولوی مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے انعام کے حصول کے جواب میں مختلف عبادات کا اختیار کرنا بھی یقیناً جائز اور باعث نزول رحمت ہے۔

سوال..... جیسا کہ آپ نے فرمایا کہ بعض لوگ 12 ربع الاول کو یوم وفات مانتے ہیں تو احتیاط تو اس میں ہے کہ ہم اس دن خوشیاں نہ منائیں کیونکہ اگر وہ بات بالفرض درست ہے تو وفاتِ نبی کے دن خوشی منانا تو بہت بری بات ہے؟

احمد رضا..... پیارے اسلامی بھائیو! دینی مسائل کے حل کیلئے اپنی عقل استعمال کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں رجوع کرنا بے حد ضروری ہے کیونکہ کثیر مسائل ایسے ہیں کہ جن میں عقل کا فیصلہ کچھ اور ہوتا ہے جب کہ شریعت کا تقاضا اس کے مخالف نظر آتا ہے، ایسے موقع پر سعادت مندی یہی ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان عالیشان پر عقل کی آنکھیں بند کر کے عمل کریں اور اگر شیطان کسی قسم کا وسوسہ ڈالے تو اس سے فوراً یہ سوال کریں کہ بتا ہماری عقل بڑی ہے یا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حکم؟ ان شاء اللہ عزوجل شیطان فوراً بھاگ جائے گا۔ اب اس مسئلے کے بارے میں عرض ہے کہ اگر بالفرض یہ یوم وفاتِ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی ہوتا، تب بھی ہمارے لئے شرعی لحاظ سے اس میں خوشی منانا جائز اور غم منانا جائز ہے کیونکہ شرعی قاعدہ قانون یہ ہے کہ شوہر کی وفات کے علاوہ کسی اور کسی موت پر تین دن سے زیادہ سوگ منانا جائز نہیں صرف شوہر کی موت پر یہوی کو چار مہینے دس دن سوگ منانے کا حکم ہے۔

چنانچہ بخاری و مسلم میں ام المؤمنین ام حبیبہ اور ام المؤمنین زینب بنت جحش رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ مدنی آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جو عورت اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتی ہے تو اسے یہ حلال نہیں کہ کسی میت پر تین راتوں سے زیادہ سوگ کرے سوائے شوہر کے کہ اس پر چار مہینے دس دن سوگ کرے۔ معلوم ہوا کہ شوہر کے علاوہ کسی کی بھی وفات پر تین دن سے

زائد غم منا ناجائز نہیں چنانچہ مدنی آقاصی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ظاہری دنیا سے پردہ فرمائجانے کے بعد، آپ کی وفات پر بھی غم منا نا، یا سوگ کی علامت اختیار کرنا جائز نہیں ہونا چاہئے اس کے برعکس چونکہ نعمت کے اظہار اور اس پر خوشی منانے والی آیات میں وقت کی کوئی قید نہیں چنانچہ ان کی رو سے اس دن خوشی منانابالکل جائز ہے۔

احادیث مبارکہ کی روشنی میں یہاں ایک نکتہ بیان کر دینا بھی لفظ سے خالی نہ ہو گا کہ اگر کسی ایک ہی دن پیدائش نبی بھی ہوا اور وصالی نبی بھی تو ہمیں انعام کے حصول پر خوشی منانے کی اجازت تو ملتی ہے، لیکن غم منانے کا حکم کہیں نظر نہیں آتا۔ مثلاً سید کو نین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، بہترین دن کہ جس پر سورج طلوع ہوتا ہے جمعہ کا دن ہے اسی میں آدم علیہ السلام پیدا ہوئے، اسی میں (دنیا میں) اتارے گئے، اسی میں ان کی توبہ قبول ہوئی اسی میں آپ نے وفات پائی اور اسی میں قیامت قائم ہو گی۔ (ابوداؤد و ترمذی) اور ایک مقام پر ارشاد فرمایا کہ جمعہ عید کا دن ہے اسے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لئے عید کا دن بنایا ہے۔ (ابن ماجہ)

اب آپ غور فرمائیں کہ جمعہ حالانکہ یوم وفات بھی ہے لیکن اس کے باوجود مدینی مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس دن کو ہمارے لئے عید کا دن قرار دیا ہے اور یقیناً عید کے دن خوشیاں منانی جاتی ہیں اور اسکے برعکس غم منانے کے بارے میں کوئی حکم موجود نہیں۔ نتیجہ یہ تکلا کہ ہمارے لئے اس دن خوشی منانی جائز اور غم منانے کا عقلی طور پر بھی کوئی جواز نہیں کیونکہ شہیہ دوسرا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء علیہم السلام کے جسموں کا کھانا حرام کر دیا ہے لہذا اللہ عزوجل کے نبی (علیہم السلام) زندہ ہیں، روزی دئے جاتے ہیں۔ (ابن ماجہ)

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ **کل نفس ذاتۃ الموت** ہر جان کو موت چکھنی ہے۔ (پارہ ۲۷، سورہ آل عمران، آیت ۱۸۵) کے ضابطے کے تحت انبیاء علیہم السلام کچھ دیر کیلئے وفات پاتے ہیں اور پھر اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہمیشہ ہمیشہ کیلئے زندہ ہو جاتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عن ارشاد فرماتے ہیں ۔

<p>مگر ایسی کہ فقط آنی ہے مثل سابق وہی جسمانی ہے</p>	<p>انبیاء کو بھی اجل آنی ہے پھر اسی آن کے بعد ان کی حیات</p>
--	--

(حدائق بخشش)

اور جب تمام انبیاء علیہم السلام سمیت ہمارے پیارے آقاصی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیات طیبہ بھی ثابت ہو گئی تو بارہویں پر غم منانے کی کون سی علمت باقی رہ جاتی ہے؟

جاوید..... واقعی آپ کے ان جوابات کی روشنی میں تو چاہے بارہ تاریخ کو یوم ولادت ہو یا یوم وفات، بہر صورت خوشی منانی تو جائز ہو سکتی ہے لیکن اظہار غم کسی بھی صورت میں جائز نہیں، اچھا اب ایک اہم سوال ہے۔

سوال..... ہم نے سنا ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، **کل بدعة ضلاله** یعنی ہر بدعت گمراہی ہے۔ (ابوداؤد) اور بدعت ہر وہ کام ہے جو ہمارے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد پیدا ہوا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ میری اور میرے خلفاء راشدین کی سنت کو لازم پکڑ لو۔ (ترمذی۔ ابوداؤد) ان دونوں احادیث کی روشنی میں با رحموں شریف منانا، گمراہی اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نافرمانی معلوم ہوتا ہے کیونکہ یہ، نہ تو سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے میں تھی اور نہ ہی یہ، آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی یا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سنت ہے؟

احمد رضا..... دیکھیں یہاں دو چیزیں ہیں۔

۱..... وہ عبادات و اعمال و افعال، جوان دنوں میں، اظہار خوشی اور حصول برکت کیلئے اختیار کیے جاتے ہیں۔

۲..... ان سب کو باقاعدہ اہتمام کے ساتھ ایک مخصوص دن اور مخصوص تاریخ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے جبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رضا و خوشنودی کیلئے جمع کر دینا۔

اب ابتداء پہلی چیز کو لیجئے یعنی وہ افعال جوان دنوں میں اختیار کئے جاتے ہیں۔

مثلاً (۱) رحمت کو نین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضائل بیان کرنا (۲) آپ کی ولادت مبارکہ اور بچپن شریف کے واقعات ذکر کرنا (۳) آپ کے مجوزات بیان کرنا (۴) نعمتیہ محافل قائم کرنا (۵) ایصال ثواب کیلئے شربت و دودھ پلانا اور کھانا وغیرہ کھلانا (۶) قمقوں اور جھنڈوں وغیرہ سے گھر محلہ بازار و مسجد سجانا (۷) آپس میں مبارکباد و خوشخبری دینا (۸) عیدی تقسیم کرنا (۹) بوقتِ ولادت قیام کرنا (۱۰) روزہ رکھنا (۱۱) جلوس نکالنا۔

تو ان کے بارے میں عرض ہے کہ ان میں سے کوئی بھی ایسا فعل نہیں کہ جس کی اصل زمانہ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں موجود نہ ہو، یا اسے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سنت قرار نہ دیا جا سکتا ہو۔ چنانچہ پہلے میں اس کے بارے میں دلائل عرض کرتا ہوں لیکن یاد رکھئے کہ وقت کی قلت کے باعث یہ تمام دلائل انتہائی اختصار کے ساتھ پیش کروں گا۔

﴿١﴾ رحمت کوفین مصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضائل بیان کرونا

یہ عمل اللہ تعالیٰ، اس کے پیارے محبوب مصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سنت مبارکہ ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے فضائل بیان کرتے ہوئے قرآن پاک میں ارشاد ہے.....

يَا يَهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمْ بِرَهْنَانَ مِنْ رَبِّكُمْ (پارہ ۶، سورہ النساء، آیت ۲۷)

اے لوگو! بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے واضح دلیل آئی۔

یہاں برہان سے مراد رحمت عالم مصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔

دوسری جگہ ارشاد ہوا.....

وَمَا أَرْسَلْنَا إِلَّا رحْمَةً لِلنَّاسِ (پارہ ۷، سورہ الانبیاء، آیت ۱۰)

اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہاں کیلئے۔

ایک اور مقام پر فرمان عالیشان ہے،

وَلَوْ أَنَّهُمْ أَذْظَلُوا نَفْسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفِرُوكَ اللَّهُ وَاسْتَغْفِرُوكَ الرَّسُولُ

لَوْجَدُوكَ تَوَابَا رَحِيمًا (پارہ ۵، سورہ النساء، آیت ۲۲)

اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ (عزوجل) سے معافی چاہیں اور رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ (عزوجل) کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔

اور خود معلم معظم نے اپنے فضائل اس طرح بیان فرمائے بے شک اللہ تعالیٰ نے اولاد اسما علیل علیہ السلام میں سے کنانہ کو اور کنانہ میں سے قریش کو اور قریش میں سے بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم میں سے مجھے چن لیا۔ (مسلم شریف)

۱۔ یاد کھئے کہ عربوں کو چھ طبقات میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

(۱) فضائل..... یہ فصیلہ کی جمع ہے، فصیلہ ایک کنہ کہ کہتے ہیں۔

(۲) فخاذ..... یہ فخذ کی جمع ہے، چند کنبوں کے مجموعے کو فخذ کہتے ہیں۔

(۳) بطن..... یہ بطن کی جمع ہے، چند فخاذ کے مجموعے کا نام بطن رکھا جاتا ہے۔

(۴) عمائر..... یہ عمارت کی جمع ہے، چند بطنوں کا مجموعہ عمارتہ کہلاتا ہے۔

(۵) قبائل..... یہ قبیلہ کی جمع ہے، چند عمائر کے مجموعے کو قبیلہ کہا جاتا ہے۔

(۶) شعوب..... یہ شعب کی جمع ہے۔ چند قبائل کا مجموعہ شعب کہلاتا ہے۔ اب رحمت عالم مصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف نسبت کے اعتبار سے مثالوں کے ساتھ وضاحت یوں ہے کہ عباس، فصیلہ ہے۔ ہاشم، فخذ ہے۔ قصی بطن ہے۔ قریش، عمارہ ہے۔ کنانہ، قبیلہ ہے اور خزیمہ، شعب ہے۔ (مارک۔ تعمیر)

دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا، میں بروز قیامت اولاد آدم (علیہ السلام) کا سردار ہوں اور وہ پہلا شخص ہوں کہ جس کی قبر شق کی جائے گی اور میں پہلا شفاعت کرنے والا اور سب سے پہلے شفاعت قبول کیا جانے والا شخص ہوں۔ (مسلم شریف) مزید ارشاد فرمایا، میں بروز قیامت جنت کے دروازے پر پہنچوں گا اور دروازہ کھلواؤں گا تو خازن عرض کریگا آپ کون ہیں؟ میں جواب دوں گا، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پس وہ مجھ سے عرض کرے گا کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ آپ سے پہلے کسی کیلئے بھی یہ دروازہ نہ کھولوں۔ (مسلم شریف) اور یہ بھی فرمایا کہ میرے والدین کبھی غیر شرعی طور پر مجتمع نہ ہوئے اللہ عزوجل مجھے ہمیشہ پاک پستوں سے پاکیزہ ارحام کی طرف منتقل فرماتا رہا اور اس نے مجھے ہر قسم کی نجاست و غلاظت جہالت سے پاک و صاف رکھا۔ (الوقاء)

اور اس کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سنت ہونے پر دلیل، بخاری شریف کی یہ روایت ہے کہ عطا بن یسیار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملا اور ان سے کہا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وہ اوصاف سنائیے جو تورات میں ہیں فرمایا، ہاں کیوں نہیں خدا عزوجل کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قرآن پاک میں بیان کردہ بعض صفات کا تذکرہ تورات میں بھی ہے چنانچہ تورات میں ہے، اے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہم نے آپ کو حاضر و ناظر، خوشخبری سنانے والا اور ذریثہ سنانے والا بنا کر بھیجا ہے اور آپ امی لوگوں کی پناہ گاہ ہیں، میرے بندے اور رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں میں نے آپ کا نام متوكل رکھا ہے آپ بد اخلاق اور رخت نہیں ہیں اور نہ آپ بازاروں میں چیختے ہیں آپ برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیتے بلکہ معاف کر دیتے ہیں اور درگز رفرماتے ہیں اور اللہ تعالیٰ آپ کو وفات نہ دیگا جب تک کہ ملت کی گمراہی دور نہ ہو جائے اور وہ لا الہ الا اللہ کہہ لے اللہ تعالیٰ آپ کے ذریعے ناپینا آنکھوں کو بصارت، بہرے کانوں کو سماعت اور بھٹکے ہوئے دلوں کو راستہ عطا فرمائے گا۔

اور خاص بوقت ولادت ایک جن نے اللہ تعالیٰ کی عطا سے ان الفاظ میں اشعار کی صورت میں رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضائل بیان کرنے کی سعادت حاصل کی۔

ترجمہ: میں قسم کھاتا ہوں کہ کوئی عورت انسانوں میں نہ خود اتنی سعادت مند ہے اور نہ ہی کسی نے اتنے سعادت مند اور شریف بچ کو جنم دیا ہے جیسا کہ بوزہرہ سے تعلق رکھنے والی قابل صد افتخار، امتیازی اوصاف کی مالکہ، قبائل کی ملامت و طعن سے پاک و صاف اور بزرگی و شرافت کی مالکہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مقدس اور سعادت مند بچ کو جنم دیا ہے جو تمام مخلوق میں سب سے بہتر ہے اور احمد کے پیارے نام سے موسم ہے پس یہ مولود کس قدر رعزت والا اور بلند و بالا مقام والا ہے۔ (الوقاء)

۲۹) ولادت مبارکہ اور بچپن شریف کے واقعات

یہ بھی سنتِ سرکارِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور سنتِ اصحابِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے۔ چنانچہ ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، میری والدہ نے (بوقت ولادت) یوں ملاحظہ فرمایا گویا کہ مجھ سے ایک عظیم نور نمودار ہوا ہے، جس کی نورانیت سے شام کے محلات روشن ہو گئے (الوقاء) اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مردی ہے کہ فرمایا اللہ عزوجل کے ہاں میری عزت و حرمت یہ ہے کہ میں ناف بریدہ پیدا ہوا اور کسی نے میری شرمگاہ کونہ دیکھا۔ (الوقاء) اور حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی والدہ بی بی شفاء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بتایا کہ جس وقت حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرزند پیدا ہوا تو وہ ختنہ شدہ تھا، پھر اسے چھینک آئی تو اس پر میں نے کسی کہنے والے کی آواز سنی پر حکم اللہ (یعنی اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم کرے) پھر مشرق و مغرب کے درمیان ہر چیز روشن ہو گئی اور میں نے اس وقت شام کے محلات دیکھے میں ڈری اور مجھ پر لرزہ طاری ہو گیا اس کے بعد ایک نور دا ہمنی جانب سے ظاہر ہوا کسی کہنے والے نے کہا اسے کہاں لے گیا؟ دوسرے نے جواب دیا مغرب کی جانب تمام مقامات متبرکہ میں لے گیا پھر با میں جانب سے ایک نور پیدا ہوا، اس پر بھی کسی کہنے والے نے کہا اسے کہاں لے گیا؟ دوسرے نے جواب دیا مشرق کی جانب تمام مقامات متبرکہ میں لے گیا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سامنے پیش کیا انہوں نے اسے اپنے سینے سے لگایا اور طہارت و برکت کی دعا مانگی یہ بات میرے دل میں ہمیشہ جاگزیں رہی یہاں تک کہ رحمتِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مبعوث ہوئے اور میں ایمان لے آئی اور اوتھیں وسا بقین میں سے ہوئی۔ (مدارج نبوت)

اور ولادت کریمہ کے حالات بیان کرنا خود ہمارے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی والدہ محترمہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بھی سنت ہے۔ چنانچہ ارشاد فرماتی ہیں کہ جس رات میں نے اپنے لخت جگر اور نور نظر کو جنم دیا، ایک عظیم نور دیکھا، جس کی بدولت شام کے محلات روشن ہو گئے حتیٰ کہ میں نے ان کو دیکھ لی (الوقاء) اور ارشاد فرمایا جب میں نے انکو جنم دیا تو یہ زمین پر گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے اور آسمان کی طرف دیکھنے لگے پھر ایک مٹھی مٹھی لی اور سجدے کی طرف مائل ہو گئے، وقت ولادت آپ ناف بریدہ تھے میں نے پرده کیلئے آپ پر ایک مضبوط کپڑا ڈال دیا، مگر کیا دیکھتی ہوں کہ وہ پھٹ چکا ہے اور آپ اپنا انگوٹھا چوں رہا رہے ہیں جس سے دودھ کا فوارہ پھوٹ رہا ہے۔ (الوقاء)

اور اپنے بچپن کے حالات بیان فرماتے ہوئے مدنی آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ایک روز میں اپنے رضائی (یعنی دودھ شریک) بھائیوں کے ساتھ ایک وادی میں تھا کہ اچانک میری نگاہ تین شخصوں پر پڑی، ان میں سے ایک کے ہاتھ میں چاندی کا لوٹا دوسرے کے ہاتھ میں زمرد (قیمتی پتھر) کا طشت تھا جو برف سے بھرا تھا پھر انہوں نے مجھے میرے ساتھیوں کے درمیان سے پکڑ لیا، میرے سب ساتھی ڈر کر اپنے محلہ کی جانب بھاگ گئے پھر ان میں سے ایک نے مجھے نرمی سے زمین پر لٹا دیا اور ایک نے میرے سینے کو جوڑوں کے پاس سے ناف تک چیرا، مجھے کسی قسم کا درد وغیرہ محسوس نہ ہوا پھر پیٹ کی رگوں کو نکالا اور برف سے اچھی طرح دھویا، پھر انپی جگہ رکھ کر کھڑا ہو گیا، پھر دوسرے نے ہاتھ ڈال کر میرا دل نکالا، پھر اسے چیر کر اس میں سے ایک سیاہ نقطے کو نکال کر بھینک دیا اور کہا، یہ شیطان کا حصہ تھا پھر اسے اس چیز سے بھردیا جوان کے پاس تھی اس کے بعد اپنے دائیں باہمیں کچھ مانگنے کیلئے ارشاد کیا اور اسے ایک نور کی انگوٹھی دی گئی، جس کی نورانیت سے آنکھیں خیر ہوتی تھیں، اس نے انگوٹھی سے میرے دل پر مہر لگا دی اور میرا دل نبوت و حکمت کے نور سے لبریز ہو گیا، پھر دل کو اپنی جگہ پر رکھ دیا، میں اس مہر کی ٹھنڈک اب بھی اپنے جوڑوں اور رگوں میں پاتا ہوں، پھر انہوں نے سینے کے جوڑوں سے ناف تک ہاتھ پھیرا تو وہ شگاف مل گیا پھر مجھے آہستگی سے اٹھایا اور اپنے سینے سے لگایا اور میری دونوں آنکھوں کے درمیان بوس دیا اور کہنے لگے اے اللہ عزوجل کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کچھ نہ پوچھئے، اگر آپ جانتے کہ آپ کیلئے کیا کچھ خیر و خوبی ہے تو آپ کی آنکھیں روشن ہو جاتیں اور آپ خوش ہوتے اس کے بعد وہ، مجھے وہیں چھوڑ کر آسمان کی طرف پرواز کر گئے۔ (مدارج النبوت)

یہ بھی اللہ عزوجل، مدینی آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کی سنت مبارکہ ہے۔ چنانچہ مجھرہ معراج کو قرآن پاک میں ان الفاظ سے بیان فرمایا گیا ہے..... **سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَى بِعْدَهُ لِيلًا مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى لَذِي بَرَكَنَا حَولَهُ لِنَرِيهِ مِنْ أَيْتَنَا طَ** پاکی ہے اسے جو اپنے بندے کو راتوں رات لے گیا مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک، جس کے ارد گرد ہم نے برکت رکھی کہ ہم نے اسے اپنی عظیم نشانیاں دکھائیں۔ (پارہ ۱۵، سورہ بنی اسرائیل، آیت ۱)

اور پیارے اسلامی بھائیو! ایک مقام پر کھڑے کھڑے ہزاروں میل دور کی چیزیں دیکھ لینا بھی ہمارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے مجھزات میں سے ہے۔ اپنے اسی مجھزے کا ذکر کرتے ہوئے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب مجھے (سفر معراج کی تفصیل ذکر کرنے کے بعد) قریش نے جھٹلایا (اور مجھے سے بیت المقدس کے بارے میں سوالات کئے) تو میں، مجرمیں کھڑا ہو گیا (یعنی اس جگہ میں کہ جہاں سے پہلی مرتبہ میرے اوپر چڑھنے کی ابتداء ہوئی تھی) پس اللہ تعالیٰ نے میرے لئے بیت المقدس کو ظاہر فرمادیا چنانچہ میں اس کی طرف دیکھتے ہوئے اس کی علامات کے بارے میں قریش کو خبر دینا شروع ہو گیا۔ (بخاری و مسلم)

اور حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ شاہ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مجھزے کا ذکر ان الفاظ میں ادا فرماتے رہے کہ (غزوہ خندق کے دن) میں اپنی زوجہ کے پاس آیا اور کہا تیرے پاس کچھ کھانے کو ہے؟ کیوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چہرہ انور پر سخت بھوک کے آثار دیکھے ہیں (یہ سن کر) میری زوجہ نے ایک تھیلانکا لا جس میں ایک صاع (سائز ہے چار سیر) کے قریب جو تھے اور ہمارے پاس فربہ ایک بکری کا بچہ بھی تھا، پس میں نے اسے ذبح کیا اور یہوی نے جو کا آٹا پیسا، میں گوشت بنا کر دیکھی میں چڑھا کر، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گیا اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں نے ایک بکری کا بچہ ذبح کیا اور میری زوجہ نے جو کا آٹا پیسا ہے آپ چند صحابہ کو لے کر میرے گھر تشریف لے چلیں (یہ عرض سن کر) حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے با آواز بلند فرمایا جابر نے کھانا تیار کیا ہے آؤ ان کے ہاں چلیں۔ پھر مجھے سے فرمایا میرے پہنچنے تک دیکھی کو چوہنے سے نہ اتنا رنا اور گوندھے ہوئے آئے کویوں ہی رکھنا پھر آپ ایک ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ساتھ تشریف لائے آپ نے آئے اور دیکھی میں اپنا العاب وہن اقدس ڈال دیا اور برکت کی دعا فرمائی اور میری زوجہ سے فرمایا کہ روٹی پکاؤ اور کسی ایک عورت کو اپنے ساتھ ملا لو اور دیکھی سے گوشت نکالتی رہو گر اس میں جھاک کرنے دیکھنا خدا عزوجل کی قسم! ان ہزار آدمیوں نے شکم سیر ہو کر کھایا اور دیکھی میں بدستور گوشت، جوش مار رہا تھا اور آٹا بھی باقی تھا۔ (بخاری و مسلم)

﴿٤﴾ نعتیہ محافل فائم کرنا

نعتیہ محافل کا قیام بھی سنت مبارکہ ہے اور اس کا قائم کرنا خود مدنی آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثابت ہے چنانچہ بخاری شریف میں سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ مدنی مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیلئے مسجد میں منبر رکھتے، جس پر وہ کھڑے ہو کر (اشعار کی صورت میں) رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے فخر کرنے میں (قریش پر) غالب ہوتے، یا (قریش کی طرف سے معاذ اللہ کی گئی ہجو کے جواب میں شانِ رسالت کا) دفاع کرتے اور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے اللہ تعالیٰ حضرت جبرئیل کے ذریعے حسان کی مد فرماتا ہے جب تک کہ یہ اللہ عزوجل کے رسول کی طرف سے فخر کرنے میں غالب ہوتے ہیں یاد فاع کرتے ہیں۔

پیارے اسلامی بھائیو! یقیناً ان اشعار کو سننے کیلئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی جلوہ افروز ہوتے ہوں گے اگر آپ تھوڑا سا غور فرمائیں تو موجودہ نعتیہ محافل، اسی مدنی محفل کا عکس نظر آئیں گی۔ اسی طرح الوفاء باحوالی المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں مذکور ہے کہ جب سواد بن قارب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اسلام قبول کرنے کی غرض سے مدینہ منورہ میں بارگاہِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے تو رحمت کو نیمن صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں چند نعتیہ اشعار پڑھے جن کا ترجمہ یہ ہے.....

لپس میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی رب (عزوجل) نہیں اور آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) تمام غیوب اور رازوں پر اللہ تعالیٰ کے امین ہیں اور میں اس بات کی شہادت دیتا ہوں کہ اے باکرامت اور پاکیزہ اسلاف کی نسل کریم! آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) تمام رسولوں کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قریب ترین وسیلہ ہیں لہذا اے سب رسولوں سے افضل و اکرم! جو احکام اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پر نازل ہوتے ہیں ہمیں ان کا حکم فرمائیے چاہے ان احکام کی شدتیں ہماری جوانی کو بڑھا پے ہی میں تبدیل کر دیں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس دن میرے شفیع ہو جائے گا کہ جس دن آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علاوہ اور کوئی سفارش سواد بن قارب کو فائدہ نہ پہنچا سکے گی۔

سواد بن قارب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب یہ ایمان افروز قصیدہ پڑھا اور شرفِ اسلام سے مشرف ہوئے تو شہنشاہِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انورخوٹی سے چودھویں کے چاند کی طرح چمکنے لگا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی انتہائی فرحت و مسرت کا اظہار فرمانے لگے۔

اس روایت سے بھی بخوبی معلوم ہوا کہ اجتماعی طور پر نعمتیہ اشعار سننا ہمارے مدنی آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ کے جانشیر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سنت ہے حصول برکت کیلئے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک نعمتیہ رباعی پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں.....

واکمل منک لم تلد النساء
کانک قد خلقت كما انشاء

واجمل منك لم ترقط عيني
خلقت مبرا من كل عيب

یار رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! آپ سے زیادہ حسین و جمیل میری آنکھ نے کبھی نہیں دیکھا
آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ صاحب کمال کسی عورت نے جناہی نہیں، آپ ہر عیب سے
پاک پیدا کئے گئے ہیں گویا کہ آپ ویسے ہی پیدا کئے گئے جیسے آپ چاہتے تھے۔

جاوید (مع رفقاء) واہ سبحان اللہ العزوجل! کتنے پیارے اشعار ہیں دل خوش ہو گئے۔

احمد رضا جی ہاں، بیٹک۔ اس قسم کے اشعار بکثرت سننے چاہیں الحمد للہ عزوجل! اس سے محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں
بے حد اضافہ ہوتا ہے۔ اچھا چلیں اب اگلی چیز کے دلائل سنیں۔

(۵) شربت دودھ پلاکر یا کھانا کھلا کر ایصال ثواب کرنا

اس کی اصل بھی صحیح احادیث سے ثابت ہے چنانچہ ابو داؤد اورنسائی شریف میں ہے کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میری والدہ فوت ہو گئی ہیں (تو ان کے ایصال ثواب کیلئے) کون سا صدقہ افضل ہے؟ رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، پانی۔ چنانچہ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک کنوں کھدا یا اور فرمایا، **هذه لام سعدیه** یہ سعد کی ماں کیلئے ہے۔

پیارے اسلامی بھائیو! اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ کسی کیلئے ایصال ثواب اور اس کا کوئی نام رکھنا دونوں فعل جائز ہیں، چنانچہ بارھویں شریف میں کھانے یا شربت وغیرہ کا ثواب اپنے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کرنا اور اس کا نام بارھویں شریف کی نیاز وغیرہ رکھ دینا بالکل جائز ہے۔

ضمیراً عرض ہے کہ ہمارا بارگاہ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں ایصال ثواب کرنا معاذ اللہ عزوجل اس لئے ہرگز نہیں کہ جناب احمد مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس کی محتاجی و ضرورت ہے، بلکہ اس سے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نگاہ رحمت کے مستحق ہو جانے کیلئے ایک ذریعہ بنا یا جاتا ہے، اس کو بالکل یوں ہی سمجھئے کہ جیسے کسی بادشاہ کی خدمت میں اس کی رعایا میں سے کوئی بہت ہی غریب آدمی، ایک حقیر ساتھ پیش کرے۔ اب یقیناً بادشاہ کو اس کے تخفے کی کوئی حاجت نہیں لیکن یہ بات یقینی ہے کہ بادشاہ اس کے جواب میں اپنی شان کے مطابق تخفہ ضرور عطا کرے گا۔

اور بہار شریعت میں درختار، روختار اور فتاویٰ عالمگیری کے حوالے سے درج شدہ یہ مسئلہ یا درکھنا بھی بے حد مفید رہے گا۔
مسئلہ..... رہا ثواب پہنچانا کہ جو کچھ عبادت کی اس کا ثواب فلاں کو پہنچے، اس میں کسی عبادت کی تخصیص نہیں، ہر عبادت کا ثواب دوسرے کو پہنچایا جا سکتا ہے۔ نماز، روزہ، زکوٰۃ، صدقہ، حج، تلاوت قرآن، ذکر، زیارت قبور، فرض ولفل، سب کا ثواب زندہ یا مردہ کو پہنچا سکتے ہیں اور یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ فرض کا ثواب پہنچا دیا تو اپنے پاس کیا رہ گیا؟ کیونکہ ثواب پہنچانے سے اپنے پاس سے کچھ نہیں جاتا۔ اب اگلی چیز ہے.....

آمدِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جہنڈے نصب کرنا اللہ عزوجل کی سنت کریمہ ہے۔ چنانچہ بی بی آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ولادت پاک کے واقعات بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتی ہیں، پھر میں نے دیکھا کہ پرندوں کی ایک ڈار میرے سامنے آئی، یہاں تک کہ میرا کمراں سے بھر گیا ان کی چونچیں زمرد کی اور ان کے بازو یا قوت کے تھے، پھر اللہ تعالیٰ نے میری نگاہوں سے پردہ اٹھایا حتیٰ کہ میں نے مشارق و مغارب کو دیکھ لیا اور میں نے دیکھا کہ تین جہنڈے ہیں جن میں سے ایک مشرق میں، ایک مغرب میں اور ایک خاتہ کعبہ کے اوپر نصب ہے۔ (مدارج النبوت)

اسی طرح الخصائص الکبریٰ میں نقل کردہ ایک روایت میں ہے کہ سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا گیا کہ بوقت ولادت آپ نے کیا دیکھا؟ ارشاد فرمایا جب مجھے درد شروع ہوا تو میں نے ایک گڑگڑا ہٹ کی آواز سنی اور ایسی آوازیں جیسے کچھ لوگ باتیں کر رہے ہوں پھر میں نے یا قوت کی لکڑی (یعنی ایسی لکڑی جس پر یا قوت جڑے ہوئے تھے) میں کنواب (ایک قسم کاریشی کپڑا جو زری کی تاروں کی آمیزش سے بنایا جاتا ہے) کا جہنڈا، زمین و آسمان کے درمیان نصب دیکھا۔ اور اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عالم میں جلوہ نمائی کے وقت پورے جہان کو سجادینا بھی ربت کائنات عزوجل کی سنت مبارکہ ہے چنانچہ حضرت عمرو بن قتیبه رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے اپنے والد سے سنا کہ جب حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے یہاں پیدائش کا وقت آیا تو اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ تمام آسمانوں اور جنتوں کے دروازے کھول دو اور تمام فرشتے میرے سامنے حاضر ہو جائیں، چنانچہ فرشتے ایک دوسرے کو بشارتیں دیتے ہوئے حاضر ہونے لگے، دنیا کے پہاڑ بلند ہو گئے اور سمندر چڑھ گئے اور ان کی مختلف مقامات نے ایک دوسرے کو بشارتیں دیں۔ سورج کو اس دن عظیم روشنی عطا کی گئی اور اسکے کنارے پر فضا میں سترا ہزار حوریں کھڑی کر دی گئیں جو رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت کی منتظر تھیں اور اس سال آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم و تکریم کی خاطر اللہ تعالیٰ نے دنیا کی تمام عورتوں کیلئے نرینہ اولاد مقرر فرمائی اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ کوئی درخت بغیر پھل کے نہ رہے اور جہاں بد منی ہو وہاں امن ہو جائے۔ جب ولادت مبارکہ ہوئی تو تمام دنیا نور سے بھر گئی، فرشتوں نے ایک دوسرے کو مبارکباد دی اور ہر آسمان میں زبرجد (ایک خاص قسم کا زمرد) اور یا قوت کے ستون بنائے گئے جن سے آسمان روشن ہو گئے ان ستونوں کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہب مراعج دیکھا تو عرض کی گئی کہ یہ ستون آپ کی ولادت مبارکہ کی خوشی میں بنائے گئے تھے اور جس رات آپ کی ولادت مبارکہ ہوئی اللہ تعالیٰ نے حوض کوثر کے کنارے مشک وغیرہ کے سترا ہزار درخت پیدا فرمائے اور ان کے پھلوں کو اہل جنت کی خوشبو قرار دیا۔ اور شب ولادت تمام آسمان والوں نے سلامتی کی دعا کیں مانگیں۔ (الخصائص الکبریٰ)

اسی طرح مدارج النبوت میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں، حدیثوں میں آیا ہے کہ شب میلادِ مبارک کو عالم ملکوت (یعنی فرشتوں کی دنیا) میں نداء کی گئی کہ سارے جہاں کو انوارِ قدس سے منور کر دو اور زمین و آسمان کے تمام فرشتے خوشی و مسرت میں جھوم اٹھے اور داروغہ جنت کو حکم ہوا کہ فردوسِ اعلیٰ کو کھول دے اور سارے جہاں کو خوشبوؤں سے معطر کر دے (پھر فرماتے ہیں) مروی ہے اس رات کی صبح کو تمام بت اوندھے پائے گئے، شیاطین کا آسمان پر چڑھنا ممنوع قرار دیا گیا اور دنیا کے تمام بادشاہوں کے تختِ الٹ دیئے گئے اور اس رات ہر گھر روشن و منور ہوا اور کوئی جگہ ایسی نہ تھی جو انوار سے جگہ گانہ رہی ہو اور کوئی جانور ایسا نہ تھا جس کو قوت گویا کی نہ دی گئی اور اس نے بشارت نہ دی ہو، مشرق کے پرندوں نے مغرب کے پرندوں کو خوشخبریاں دیں..... سبحان اللہ عزوجل..... اب اس کے بعد ہے۔

۷۶) آپس میں مبارکباد و خوشخبری دینا

سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیا میں جلوہ گری کے وقت آپس میں مبارکباد دینا اور خوشخبری سنانا اور بشارتیں دینا فرشتوں کی سنت مبارکہ ہے۔ چنانچہ ابھی تھوڑی دیر پہلے پیش کردہ حضرت عمر بن قتیبه رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کے ان الفاظ پر غور فرمائیے جب حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے یہاں پیدائش کا وقت آیا تو اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ تمام فرشتے میرے سامنے حاضر ہو جائیں چنانچہ فرشتے ایک دوسرے کو بشارتیں دیتے ہوئے حاضر ہونے لگے اور اسی روایت میں آگے ہے کہ جب ولادت مبارکہ ہوئی تو تمام دنیا نور سے بھر گئی اور فرشتوں نے ایک دوسرے کو مبارکباد دی اور ابھی مدارج النبوت کی روایت میں بیان ہوا کہ اور کوئی جانور ایسا نہ تھا جس کو قوت گویا نہ دی گئی ہو اور اس نے بشارت نہ دی ہو، مشرق کے پرندوں نے مغرب کے پرندوں کو خوشخبریاں دی۔

پیارے اسلامی بھائیو! پیش کردہ روایات کے ان حصوں پر غور کرنے کے بعد یہ نتیجہ نکالنا کچھ زیادہ دشوار نہیں کہ آمدِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر مبارکباد دینا اور آپس میں بشارت و خوشخبری سنانا، اللہ تعالیٰ کو محظوظ و مطلوب ہے کیونکہ فرشتوں اور جانوروں کی زبان پر ان کلمات کا جاری ہونا یقیناً اللہ عزوجل کی طرف سے کئے گئے الہام کی وجہ سے تھا۔
اب باری ہے بوقتِ ولادت قیام کی۔

کھڑے ہو کر استقبالِ محبوب باری تعالیٰ کرنا، اللہ تعالیٰ کے حکم سے فرشتوں کی سنت مبارکہ ہے۔ چنانچہ مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جاء الحق میں تحریر فرماتے ہیں مواہبِ لدنیہ اور مدارج النبوت وغیرہ میں ذکر ولادت میں ہے کہ شب ولادت ملائکہ نے آمنہ خاتون رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دروازے پر کھڑے ہو کر صلوٰۃ وسلام عرض کیا، ہاں از لی راندہ ہوا (یعنی ہمیشہ دھنکارا ہوا) شیطان، رنج و غم میں بھاگا بھاگا پھرا، اس سے معلوم ہوا کہ میلاد سنت ملائکہ بھی ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ بوقت پیدائش کھڑا ہونا ملائکہ کا کام ہے اور بھاگا بھاگا پھرنا، شیطان کا فعل۔ اب لوگوں کو اختیار ہے چاہیں تو میلاد پاک کے ذکر کے وقت ملائکہ کے فعل پر عمل کریں یا شیطان کے۔

اور بی بی آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا وقت ولادت کے واقعات بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتی ہیں پھر میں نے نور کا ایک بلند بینار دیکھا، اس کے بعد اپنے پاس بلند قامت والی عورتیں دیکھیں، جن کا قد عبد مناف کی لڑکیوں کی مانند، کھجور کے درختوں کی طرح تھا، میں نے ان کے آنے پر تعجب کیا۔ اس پر ان میں سے ایک نے کہا میں آسیہ، فرعون کی بیوی ہوں (آپ موئی علیہ السلام پر ایمان لے آئیں تھیں) دوسری نے کہا میں مریم بنت عمران ہوں اور یہ عورتیں سوری ہیں۔ پھر میرا حال بہت سخت ہو گیا اور ہر گھری عظیم سے عظیم تر آوازیں سنتی، جن سے خوف محسوس ہوتا۔ اسی حالت کے دوران میں نے دیکھا کہ زمین آسمان کے درمیان بہت سے لوگ کھڑے ہیں جن کے ہاتھوں میں چاندی کے آفتابے ہیں۔ (مدارج النبوت)

اور ماقبل روایت میں عرض کیا جا چکا ہے کہ سورج کو اس دن عظیم روشنی دی گئی اور اس کے کنارے پر فضا میں ستر سوریں کھڑی کر دی گئیں جو مدنی آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی منتظر تھیں اب اس کے بعد روزہ رکھنے کی دلیل پیش خدمت ہے۔

۹۹) روزہ رکھنا

بروز ولادت روزہ رکھنا محبوب کریا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ ہے۔ چنانچہ مسلم شریف میں حضرت ابو قادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیر کے دن کے روزے کا سبب دریافت کیا گیا (یعنی پوچھا گیا کہ آپ خاص طور پر کے دن روزہ رکھنے کا اہتمام کیوں فرماتے ہیں) تو آپ نے ارشاد فرمایا، اسی میں میری ولادت ہوئی اور اسی میں مجھ پر وحی نازل ہوئی۔

۱۰) عیدی تقسیم کرنا

یوم ولادت عیدی تقسیم کرنا ہمارے اللہ عزوجل کی سنت کریمہ ہے پہلے عیدی کا مطلب جان بھجے کے لغوی اعتبار سے عید کے انعام کو عیدی کہتے ہیں اب اس پر بطور دلیل میں، آپ کو وہی روایت یاد دلاؤں گا کہ جو گھر وغیرہ کو سجانے کے بارے میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کی تھی اور حضرت عمرو بن قتبیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی تھی اس روایت کے یہ جملے یاد کیجئے:-

- (۱) دنیا کے پہاڑ بلند ہو گئے (۲) سورج کو اس دن عظیم روشنی عطا کی گئی (۳) دنیا کی تمام عورتوں کیلئے نرینہ اولاد مقرر فرمائی
- (۴) حکم فرمایا کہ کوئی درخت بغیر پھل کے نہ رہے (۵) جہاں بد امنی ہے وہاں امن ہو جائے (۶) تمام دنیا نور سے بھر گئی
- (۷) آسمان روشن ہو گئے (۸) حوض کوثر کے کنارے مشک وغیرہ کے ستر ہزار درخت پیدا فرمائے اور ان کے پھلوں کو اہل جنت کی خوبصورت اردا یا۔

اب دیکھتے جائیے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خوشی میں بطور عیدی کیا کیا چیزیں تقسیم فرمائیں چنانچہ پہاڑوں کو بلندی، سورج کی عظیم روشنی، عورتوں کو نرینہ اولاد درختوں، کو پھل، دنیا والوں کو امن و نور، آسمان کو روشنی اور اہل جنت کیلئے خوبصورکا تکفہ تقسیم ہوا۔

اور مدارج النبوت میں منقول روایت میں ہے قریش کا یہ حال تھا کہ وہ شدید تحط اور عظیم تنگی میں بستا تھے چنانچہ تمام درخت خشک اور تمام جانور نحیف ولا غر ہو گئے تھے پھر (مولود پاک کی برکت سے) اللہ تعالیٰ نے بارش بھیجی، جہاں پھر کو سربز و شاداب کیا، درختوں میں تازگی آ گئی، خوشی و مسرت کی ایسی لہر دوڑی کے قریش نے اس سال کا نام سنتہ الفتح والا ابہتاج (یعنی روزی اور خوشی کا سال) رکھا۔

اس روایت سے بارش، سربز و شادابی، درختوں میں تازگی اور خوشی و مسرت کی عیدی کی تقسیم کا ثبوت ملا۔
اور اب آخر میں جلوس نکالنے کی اصل بھی پیش خدمت ہے۔

جلوس نکالنے کے بارے میں اصل، مدارج النبوت میں درج شدہ یہ روایت ہے کہ جس میں بیان کیا گیا ہے کہ جب مدینی آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہجرت فرمائیں منورہ کے گرد نواح میں پہنچ تو بریہہ اسلامی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اپنے قبیلے کے ستر لوگوں کے ساتھ، انعام کے لامبے میں رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گرفتار کرنے کیلئے حاضر ہوئے، لیکن کچھ گفتگو کے بعد آپ نے مدینی آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کیا آپ کون ہیں؟ فرمایا، میں محمد بن عبد اللہ، اللہ کا رسول ہوں۔ آپ نے جیسے ہی نام اقدس نما تودل کی کیفیات بدل گئیں اور اسلام قبول فرمالیا، آپ کیسا تھا تمام ساتھیوں نے بھی اس سعادت کو حاصل کیا پھر آپ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ میں داخل ہوتے ہی وقت آپ کے ساتھ ایک جھنڈا ہونا چاہئے۔ اس کے بعد آپ نے اپنے سر سے عماد اتارا اور اسے نیزے پر باندھ لیا اور (بھیثت خادم) سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آگے آگے چلنے لگے۔

پیارے اسلامی بھائیو! چشمِ تصور سے اس منظر کو دیکھئے کہ آگے آگے جھنڈے سمیت بریہہ اسلامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، پھر مدینی آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ حضرات کے پیچھے ستر صحابہ کرام علیہم الرضوان ہیں اور اب ذرا موجودہ دور میں نکلنے والے جلوس کا تصور ہن میں لیکر آئیں، آپ کو ان دونوں میں مشابہت کا محسوس کرنا، بے حد آسان معلوم ہوگا۔

پیارے اسلامی بھائیو! اس تمام تفصیل سے آپ نے بخوبی جان لیا ہوگا کہ آج کل جس مروجہ طریقے سے بارہویں شریف کا انعقاد کیا جاتا ہے، اس کی کوئی نہ کوئی اصل، زمانہ گزشتہ میں ضرور موجود رہی ہے۔

اب رہی دوسری چیز کہ باقاعدہ مخصوص دونوں میں اس کا اهتمام کرنا تو یہ حقیقت ہے کہ ولادت پاک پر جشن منانے کا باقاعدہ اہتمام نہ تو زمانہ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں تھا اور نہ ہی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے درمیان راجح تھا بلکہ اس کی ابتداء بعد کے زمانے میں ہوئی جیسا کہ حضرت علامہ شاہ محمد مظہر اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحدیث نعمت میں فرماتے ہیں بتلانا یہ ہے کہ عرس اور مولود کا ایسا مسئلہ نہیں جو اس زمانے کی پیداوار ہو بلکہ تقریباً آٹھ سو سال سے متقدم (یعنی پہلے زمانے کے لوگ) مولود شریف کے جواز (یعنی جائز ہونے) اور استحباب (یعنی پسندیدہ ہونے) پر متفق ہیں تو اس کی بدعت (بدعت سے مراد سیدہ ہے۔ تفصیل ان شاعر اللہ عز وجل آگے آ رہی ہے) وحرام کہنا ان ہزار ہا جلیل القدر حضرات پر طعن کرنا ہے جو گناہ عظیم ہے، اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس گناہ سے محفوظ رکھے، رہایہ خدشہ کہ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانے میں ایسی مجالس نہیں ہوتی تھیں تو پھر ایسی مجالس کی ترویج کیوں کی گئی؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ ایسے افعال کیلئے ضرورتیں مجبور کرتی ہیں، جس طرح قرآن کی عبارت پر اعراب نہ تھے، جب یہ ضرورت محسوس ہوئی کہ عجمی لوگ (غیر عرب) اسے کیسے پڑھیں گے، تو اعراب لگائے گئے۔

احادیث نہ لکھی جاتی تھیں (یعنی باقاعدہ اہتمام کے ساتھ کتابی شکل میں) بلکہ لکھنے کی ممانعت تھی لیکن جب یہ دیکھا کہ اب لوگوں کے حافظے ضعیف ہو گئے تو احادیث لکھی گئیں، اسی طرح بکثرت ایسی چیز پائیں گے جن کا وجود قرن اول (یعنی پہلے زمانے) میں نہ تھا، بعد میں بضرورت نکالی گئیں یہی حال اس کا سمجھتے، پہلے زمانے میں شوق تھا اور لوگ علماء کی مجالس میں جا کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضائل و مناقب اور آپ کی ولادت کے واقعات سن کر اپنے ایمان کو تازہ کرتے اور آپ کے ساتھ محبت کو ترقی دیتے تھے جو موعلیٰ تعالیٰ کو مطلوب تھا، لیکن جب یہ دیکھا کہ مسلمانوں کے اس شوق میں کمی آگئی، حالانکہ اس کی سخت ضرورت ہے تو اس کو دیکھتے ہوئے سب سے پہلے اس کا رخیر کی ابتداء شہر موصل میں حضرت عمرو بن محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کی جو کہ اکابر علماء میں سے تھے جیسا کہ ابو شامہ نے لکھا ہے، اس کے بعد بادشاہوں میں سے اول بادشاہ ابوسعید مظفر نے مولود شریف تخصیص و تعین کے ساتھ اس شان کے ساتھ کیا کہ اکابر میں علماء و صوفیاء کرام اس مکتب میں بلا نکیر (بغیر کسی انکار کے) شریک ہوتے تھے تو گویا تمام اکابر میں کا جواز و استحباب پر اتفاق ہو گیا تھا۔

یہ بادشاہ ہر سال ربیع الاول شریف میں تین لاکھ اشرفیاں (یعنی سونے کے سکے) لگا کر یہ مکتب کیا کرتا تھا۔ اس کے زمانے میں ایک عالم حافظ ابوالخطاب بن وجیہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تھے، جن کے علم کی علامہ زرقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی تصانیف میں بڑی تعریف کی ہے، انہوں نے سلطان ابوسعید کیلئے بیان مولود شریف میں ایک کتاب کتاب التویر فی مولد سراج المنیر تصنیف کی، جس کو خود ہی سلطان کے سامنے پڑھا، سلطان بڑا خوش ہوا اور آپ کو ہزار اشرفی انعام میں دی، اس کے بعد تو دنیا کے تمام اطراف و بلاد (یعنی شہروں قبصوں) میں ماہ ربیع الاول میں مولود شریف کی مخلیلیں ہونے لگیں، جس کی برکت سے مولائے کریم کا فضل عیم (یعنی کامل فضل) ظاہر ہونے لگا۔

پیارے اسلامی بھائیو! بیان کردہ تفصیل سے بخوبی معلوم ہو گیا کہ بارہویں شریف کا باقاعدہ اہتمام، زمانہ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کافی عرصہ بعد شروع ہوا لہذا اس اعتبار سے تسلیم کیا جائے گا کہ یہ بدعت ہے۔ لیکن اس کے بدعت ثابت ہوتے ہی اس پر حرام و مگر ابھی کافتوئی لگانا درست ہے یا نہیں؟ اس کا درست فیصلہ اسی وقت ہو سکتا ہے جب کہ پہلے ہم بدعت کے شرعی معنی، اس کی اقسام اور پھر اقسام میں سے ہر قسم کا حکم معلوم کریں اور پھر دیکھیں کہ موجودہ مروجہ بارہویں شریف کا انعقاد، بدعت کی کس قسم میں داخل ہے۔ چنانچہ اب میں آپ کی خدمت میں یہ تمام ضروری تفصیل بہت آسان الفاظ میں عرض کرتا ہوں، حسب سابق اسے بھی بغور ساعت فرمائیے، سب سے پہلے بدعت کے شرعی معنی حاضر خدمت ہیں۔

بدعت کے شرعی معنی

ہر وہ چیز جو سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ مبارکہ کے بعد ایجاد ہوئی بدعۃ ہے، یہ عام ہے کہ وہ چیز دینی ہو یا دنیاوی، اس کا تعلق عقائد سے ہو یا اعمال سے۔

دلیل..... اس تعریف پر دلیل رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ فرمان عالیشان ہے.....

کل محدثہ بدعة (احمد، ابو داؤد، ترمذی، ابن ماجہ)

یعنی ہر نئی ایجاد کی ہوئی چیز بدعۃ ہے۔

یہ بھی خیال رکھئے گا کہ بدعۃ کے تعریف میں زمانہ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قید لگائی گئی ہے، چنانچہ صحابہؓ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانہ پاکیزہ میں ایجاد شدہ نئے کام کو بھی بدعۃ ہی کہا جائے گا جیسا کہ بخاری شریف میں ہے کہ جب رمضان المبارک میں، حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کو تراویح کی ادائیگی کیلئے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے جمع فرمایا اور تشریف لَا کر لوگوں کو جماعت سے نماز ادا کرتے دیکھا تو ارشاد فرمایا، **نعم البدعة هذه** یہ (بڑی جماعت) اچھی بدعۃ ہے۔

چونکہ زمانہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں بیس رکعت تراویح باقاعدہ جماعت کے ساتھ نہ ہوتی تھیں بلکہ آپ نے اپنے زمانہ خلافت میں اس کا انتظام فرمایا، لہذا اسے بدعۃ سے تعبیر فرمایا اور اس طرح دو مسئلے بخوبی ثابت ہو گئے:-

(۱) صحابہؓ کرام علیہم الرضوان کے زمانہ مبارکہ میں نیا پیدا شدہ کام بھی بدعۃ ہی کہلاتے گا اگرچہ عرف اسے سنت صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہا جاتا ہے۔

(۲) ہر بدعۃ حرام و مگر اسی نہیں، ورنہ معاذ اللہ ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حرام کام کرنا اور بقیہ صحابہؓ کرام علیہم الرضوان کا اس پر اتفاق کر کے گناہ میں تعاون کرنا ثابت مانتا پڑے گا حالانکہ یہ ناممکنات میں سے ہے۔ بدعۃ کی شرعی تعریف جاننے کے بعد اب اس کی اقسام کے بارے میں بھی ساعت فرمائیے کہ اس کی ابتداء و قسمیں ہیں: (۱) بدعۃ اعقادی (۲) بدعۃ عملی۔

(۱) بدعت اعتقادی

اس سے مراد برے عقائد ہیں جو مدنی آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد ایجاد ہوئے مثلاً یہ عقیدہ رکھنا کہ معاذ اللہ، اللہ تعالیٰ مجموع بول سکتا ہے یا ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خاتم النبیین نہیں بلکہ کوئی اور نبی اب بھی آ سکتا ہے یا بے عیب و بے مثال آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا ہم مثل ممکن ہے یا ہمارے نبی علیہ اصلۃ والسلام ہمارے بڑے بھائی کی طرح ہیں یا شیطان و ملک الموت علیہ السلام کا علم سر کا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم مبارک سے زیادہ ہے وغیرہ وغیرہ۔

دلیل..... اس قسم کیلئے دلیل مدنی آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ فرمان عالیشان ہے:

من احدث فی امرنا هذَا مَا لیس مِنْ فَهُورَد (بخاری و مسلم)

جس نے ہمارے دین میں کوئی ایسی بات نئی ایجاد کی جو اس میں سے نہیں تو وہ باطل و مردود ہے۔

ہائی بات سے مراد نئے عقیدے ہیں۔

(۲) بدعت عملی

وہ نیا کام جو مدنی آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ پاک کے بعد پیدا ہوا، چاہے وہ کام دینی ہو یا دنیاوی پھر اس کی دو قسمیں ہیں:

(۱) بدعت حسنة (۲) بدعت سیئہ

(۱) بدعت حسنة ہر وہ نیا کام جونہ تو خلاف سنت ہوا ورنہ ہی کسی سنت کے مٹانے کا سبب بنے۔

(۲) بدعت سیئہ ہر وہ نیا کام جو کسی سنت کے خلاف ہو یا کسی سنت کے مٹانے کا سبب بن جائے۔

ان دو قسموں کی دلیل..... ان پر دلیل ہمارے مدنی آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ فرمان عالیشان ہے جو اسلام میں اچھا طریقہ جاری کرے تو اس کیلئے اپنے عمل کا اور جو اس کے بعد اس پر عامل ہوں گے ان سب کے اعمال کا ثواب ہے بغیر اس کے کہ ان لوگوں کے اجر میں سے کچھ کمی ہو اور اسلام میں کوئی برا طریقہ جاری کرے تو اس پر اپنی بدلی کا اور ان سب کی بداعماںیوں کا گناہ ہے کہ جو اسکے بعد اس پر عامل ہونگے بغیر اسکے کہ ان کے گناہوں میں سے کچھ کمی ہو۔ (مسلم شریف)

اب آخر میں یاد رکھئے کہ بدعت حسنة اور بدعت سیئہ کی بھی مزید کچھ قسمیں ہیں۔

چنانچہ بدعت حسنة کی تین قسمیں ہیں: (۱) بدعت مباح (۲) بدعت مستحبہ (۳) بدعت واجہہ

اور بدعت سیئہ کی دو قسمیں ہیں: (۱) بدعت مکروہہ (۲) بدعت محمرہ

اب بالترتیب ان سب کی تعریفیں اور مثالیں بھی سماعت فرمائیں۔

(۱) **بدعت مباحہ** ہر وہ نیا کام جو شریعت میں منع نہ ہوا اور بغیر کسی نیت خیر کے کیا جائے جیسے جائز طریقوں کیسا تھے پاکستان کا یوم آزادی منانا، نئے نئے کھانے مثلاً بریانی، کوفتے، زردہ وغیرہ۔

(۲) **بدعت مستحبہ** ہر وہ نیا کام جو شریعت میں منع نہ ہوا اور کسی نیت خیر کیسا تھے کیا جائے۔ مثلاً اپنیکر میں اذان دینا بارھوں شریف اور بزرگانِ دین کے اعراس کی محافل قائم کرنا وغیرہ۔

(۳) **بدعت واجبہ** ہر وہ نیا کام جو شریعت میں منع نہ ہوا اور اس کے چھوڑنے سے دین میں حرج واقع ہو یا وہ نیا کام جو کسی فرض یا واجب کو پورا کرنے یا اسے تقویت دینے والا ہو جیسے قرآن مجید پر اعراب لگانا، علم صرف و نحو پڑھنا اور دینی مدارس قائم کرنا وغیرہ۔

(۴) **بدعت مکروہہ** وہ نیا کام جو سنت کے مخالف ہواب اگر کسی سنت غیر مؤکدہ (وہ سنت ہے کہ جس کے ترک کو شریعت ناپسندیدگی اس حد تک نہ ہو کہ ترک پر وعدید عذاب بیان کی گئی ہو) کے مخالف ہو تو یہ بدعت مکروہہ تہذیبی ہے (سنت غیر مؤکدہ کے مخالف عمل کو کہتے ہیں) اور اگر سنت مؤکدہ (وہ سنت کہ جسے سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ کیا ہوا بتہ بیان جواز کیلئے کبھی ترک بھی فرمایا ہو، یا وہ کہ اس کے کرنے کی تاکید فرمائی مگر جانب ترک بالکل بند نہ فرمائی) چھوٹی تو یہ بدعت اساعت (سنت مؤکدہ کے مخالف عمل کو کہتے ہیں) مثلاً سلام کے بجائے ہیلو سے کلام کی ابتداء کرنا، عادۃ نگنے سر رہنا وغیرہ۔

(۵) **بدعت محظمه** وہ نیا کام جو کسی فرض یا واجب کے مخالف ہو جیسے داڑھی منڈانا یا ایک مٹھی سے چھوٹی رکھنا وغیرہ۔ ان سب پر دلیل ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، مرقاۃ شرح مشکوۃ میں فرماتے ہیں بدعت یا تو واجب ہے جیسے علم نحو کو سیکھنا اور اصول فقہ کا جمع کرنا اور یا محروم ہے جیسے جبریہ مذہب (اس فرقہ کا اعتقاد ہے کہ انسان کو اپنے اعمال و افعال پر کوئی اختیار نہیں ہے) اور یا مستحب ہے جیسے مسافرخانوں اور مدرسون کا ایجاد کرنا اور ہر وہ اچھی بات جو پہلے زمانے میں نہ تھی اور جیسے عام جماعت سے تراویح پڑھنا اور یا مکروہ ہے جیسے مسجدوں کو فخریہ زینت دینا یا مباحہ فجر کی نماز کے بعد مصافحہ کرنا اور عمدہ کھانوں اور مشروبات میں وسعت کرنا۔

پیارے اسلامی بھائیو! معلوم ہوتا ہے کہ اس تفصیل کی بناء پر سب کچھ ذہن میں گذٹھ ہو گیا ہے، چلیں میں آپ کے سامنے مختصر ان تقسیمات کا خلاصہ عرض کرو دیتا ہوں۔

یاد رکھیں کہ بدعت کی دو قسمیں ہیں: (۱) بدعت اعتقادی (۲) بدعت عملی
پھر بدعت عملی کی پانچ قسمیں ہیں:

(۱) بدعت مباحہ (۲) بدعت مستحبہ (۳) بدعت واجبہ (۴) بدعت مکروہہ (۵) بدعت محظمه

اب خوب اچھی طرح ذہن نشین کر لجئے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان عالیشان (کل بدعة ضلالۃ) سے مراد یا تو بدعت اعتقادی ہے اور یا پھر بدعت مکروہ ہے اور بدعت محمرہ اور اب جب کہ بدعت کی تمام اقسام اور ان کا حکم بالکل واضح ہو گیا تو یہ فیصلہ کرنا کچھ بھی دشوار نہ رہا کہ بارہویں شریف کا انعقاد، بدعت مستحب ہونے کی وجہ سے سعادت مندی اور باعث اجر و ثواب ہے۔

پیارے اسلامی بھائیو! ان تمام دلائل کے علاوہ ایک اور دلیل سے بھی بارہویں شریف کے جواز کو ثابت کرنا ممکن ہے اس کی تفصیل یہ کہ یہ ضابطہ ہمیشہ ذہن میں رکھئے کہ کسی چیز کو جائز قرار دینے کیلئے دلیل درکار نہیں ہوتی بلکہ ناجائز ثابت کرنے کیلئے دلیل کا مطالبہ کیا جاتا ہے کیونکہ تمام چیزوں میں اصل یہ ہے کہ وہ مباح (جس چیز کا کرنا نہ کرنا برابر ہو یعنی نہ تو کرنے پر ثواب ہے اور نہ ہی چھوڑ دینے پر کوئی گناہ ہے) ہیں جیسا کہ راجح مختار میں ہے **المختار ان الاصل لاباحة عند الجمهور من الحنفية والشافعية جمهورا حناف وشوافع** کے نزدیک مختار مذهب یہ ہے کہ (تمام چیزوں میں) اصل، مباح ہونا ہے چنانچہ اب اگر ہم کسی چیز کو ناجائز و حرام کہنا چاہیں تو پہلے ہمیں قرآن و حدیث سے اس کی ممانعت پر دلیل پیش کرنا لازم ہو گا مثلاً اگر کوئی پوچھے کہ آپ شراب پینے، جو کھینے، محramات سے نکاح کرنے، مردار و کتنے بیلی حشرات الارض وغیرہ کھانے کو ناجائز و حرام کیوں کہتے ہیں؟ تو یقیناً یہی جواب دیا جائے گا کہ، ان سب کو قرآن و حدیث میں منع کیا گیا ہے۔

اب جو بدجنت معاذ اللہ اپنے نبی علیہ السلام کی خوشی منانے کو ناجائز و حرام کہے تو ضابطے کے مطابق اس سے مطالبہ کیا جانا چاہئے کہ اچھا اگر واقعی ایسا ہے تو قرآن و حدیث سے اس کی ممانعت کی دلیل پیش کیجئے۔ آپ دیکھیں گے کہ ان شاء اللہ عزوجل قیامت تک ممانعت پر دلیل لانے سے عاجز رہے گا اور اس کا عاجز آجانا ہی اس بات کی دلیل ہو گا کہ مولود مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جشن منانا بالکل جائز و مستحب ہے۔ بلکہ ایسے لوگوں کو یہ ناپاک جملے زبان سے نکالنے سے ڈرنا چاہئے کیونکہ ان کا یہ فعل اللہ عزوجل کی سخت گرفت کا باعث بن سکتا ہے انہیں چاہئے کہ خوب ٹھنڈے دل کیستھا ان آیات پر غور کریں اللہ تعالیٰ کا فرمان عالیشان ہے،

يَا يَهُوَ الَّذِينَ أَمْنَوْا لَا تَحْرِمُوا طَيِّبَاتِ مَا أَحْلَ اللَّهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا طَاطِنَ اللَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ
اے ایمان والو! حرام نہ ٹھہراو وہ ستری چیزیں کہ اللہ (عزوجل) نے تمہارے لئے حلال کیں اور حد سے نہ بڑھو بیشک حد سے بڑھنے والے اللہ (تعالیٰ) کو ناپسند ہیں۔

اور ارشاد فرمایا.....

قُلْ إِنَّمَا يَنْزَلُ اللَّهُ لَكُمْ مِنْ رِزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِنْهُ حِرَاماً وَ حَلَالاً قُلْ اللَّهُ أَذْنَ لَكُمْ إِنْ لَكُمْ عَلَى اللَّهِ تَفْتَرُونَ
تم فرماداً بھلابتاؤ تو وہ جو اللہ (عزوجل) نے تمہارے لئے رزق اتارا، اس میں تم نے اپنی طرف سے حرام و حلال ٹھہرا لیا، تم فرماداً کیا اللہ تعالیٰ نے اس کی تمہیں اجازت دی یا اللہ (عزوجل) پر جھوٹ باندھتے ہو۔ (پارہ ۱۱، سورہ یونس، آیت ۵۹)

تفیر خزانہ العرفان میں اسی آیت پاک کے تحت ہے اس آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ کسی چیز کو اپنی طرف سے حلال یا حرام کرنا ممنوع اور اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھنا ہے آج کل بیشمار لوگ اس میں بتلا ہیں کہ ممنوعات کو حلال کہتے ہیں اور مباحات کو حرام۔ بعض سود، تصویروں، کھلیل تماشوں، عورتوں کی بے پر دیگیوں، بھوک ہڑتاں جو خود کشی ہے، کو حلال نہ ہراتے ہیں اور بعض حلال کو حرام نہ ہراتے ہیں جیسے محفل میلاد، فاتحہ، گیارہوں شریف وغیرہ اسی کو قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ پر افتراء کرنا بتایا اور انہیں یہ حدیث پاک بھی خوب اچھی طرح یاد رکھنی چاہئے کہ مدنی آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کھی، پنیر اور پوتین کے بارے میں سوال کیا گیا (کہ ان کا استعمال ہمارے لئے جائز ہے یا نہیں) تو آپ نے ارشاد فرمایا حلال وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں حلال کیا اور حرام وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں حرام کیا، اور جس چیز کے بارے میں خاموشی اختیار فرمائی تو وہ ان چیزوں میں سے ہے کہ جنمیں معاف فرمایا گیا۔ (ترمذی)

اس تمام بحث و تفصیل کا نتیجہ بھی یہی نکلا کہ چونکہ بارہوں شریف کی ممانعت نہ تو قرآن سے ثابت ہے اور نہ حدیث سے چنانچہ یہ بالکل جائز و مستحب و باعث حصول برکات و بلندی درجات ہے۔

جاوید..... اللہ تعالیٰ کا بڑا شکر ہے کہ آپ کے دلائل سے ہمارے دلوں میں موجود تمام سوالوں کا جواب حاصل ہو گیا اور مجھ سمتی میرے ان تمام دوستوں میں سے کسی کو بھی میلاد شریف کے جائز ہونے کے بارے میں اب کسی قسم کا شک و شبہ باقی نہیں۔ باقی دوست..... جی ہاں بالکل، یہی بات ہے۔

جاوید..... اگر آپ محسوس نہ فرمائیں تو چند مزید سوالات کے جوابات بھی عنایت فرمادیجئے، یا ایسے سوالات ہیں کہ جو میلاد پاک کو جائز نہ کے بعد بھی ذہن میں پیدا ہوتے ہیں۔

احمد رضا..... ہاں ہاں ضرور پوچھئے۔ اگر مجھے معلوم ہوا تو ان شاء اللہ عزوجل ان کے جوابات بھی ضرور عرض کرنے کی سعادت حاصل کروں گا۔

جاوید..... بہت بہت شکریہ، اگلا سوال یہ ہے:-

سوال..... اس پر کیا ولیل ہے کہ میلا در رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر خوشیاں منانا، اللہ تعالیٰ اور اس کے نبی گریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رضا خوشنودی کا سبب ہے؟

احمد رضا..... موقع میلا دا لنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اللہ تعالیٰ کی خوشی کا اندازہ اس عبارت سے لگائیے کہ جسے شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ما ثبت من السنۃ میں نقل فرمایا ہے، تحریر فرماتے ہیں، ابو لهب نے اپنی لوندی ثوبیہ کو اس صلی میں آزاد کر دیا تھا کہ اس نے (یعنی ثوبیہ) نے اسے سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیدائش کی خبر دی تھی تو ابو لهب کے مرنے کے بعد کسی نے اسے خواب میں دیکھا، پوچھا کہ کہو کیا حال ہے؟ بولا، آگ میں ہوں البتہ اتنا کرم ہے کہ ہر پیر کی رات مجھ پر تخفیف کر دی جاتی ہے اور اشارے سے بتایا کہ اپنی دو اگلیوں سے پانی چوں لیتا ہوں اور یہ عنایت مجھ پر اس وجہ سے ہے کہ مجھے ثوبیہ نے بھیجے (یعنی نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی پیدائش کی خبر دی تھی تو اس بشارت کی خوشی میں، میں نے اسے دو اگلیوں کے اشارے سے آزاد کر دیا تھا اور پھر اس نے اسے دودھ پلایا تھا۔ (خواب والا واقعہ بخاری شریف میں بھی موجود ہے)

(عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مزید تحریر فرماتے ہیں کہ) اس پر علامہ جزری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ جب ابو لهب جیسے کافر کا یہ حال ہے کہ اس کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیدائش کی رات خوش ہونے پر دوزخ میں بھی بدلہ دیا جا رہا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے ان لوگوں کے حال کا کیا پوچھنا جو آپ کی پیدائش کے بیان سے خوش ہوتے ہیں اور جس قدر بھی طاقت ہوتی ہے ان کی محبت میں خرچ کرتے ہیں، مجھے اپنی عمر کی قسم! کہ ان کی جزاً خدائے کریم کی طرف سے یہی ہو گی کہ ان کو اپنے فضل عظیم (یعنی فضل کامل) سے جنت نعیم (آرام و نعمت کے بانات یعنی جنت) میں داخل فرمائے گا۔

اور مدینی مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خوشنودی و مسرت کیلئے یہ روایت سنئے کہ جسے علامہ شاہ محمد مظہر اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تصرفات محمدیہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) میں نقل فرمایا ہے کہ آپ لکھتے ہیں علامہ زرقانی نے بحوالہ تنوری، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے کہ وہ (یعنی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اپنے گھر میں اپنے اہل و عیال اور چند افراد قوم کو جمع کر کے ان کے سامنے ولادت کے واقعات و حالات بیان فرمائے تھے اور حمد الہی عزوجل اور درود وسلام میں معروف تھے کہ اچانک سرور دو جہاں، شفع مجرماں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لے آئے اور آپ کا یہ حال ملاحظہ فرمائے کرنہ ایت خوش ہوئے اور فرمایا، **حلت لكم شفاعتی** تمہارے لئے میری شفاعت حلال ہو گئی (یعنی لازم ہو گئی) (مظہر اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس کے بعد فرماتے ہیں) سبحان اللہ عزوجل! وہ لوگ کیسے خوش قسمت ہیں جو رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذکر کی مجالس منعقد کر کے اپنی بخشش کا سامان کرتے ہیں۔

اور انفاس العارفین میں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ ان کے والد حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان فرمایا کرتے تھے کہ میں ہر سال بارہویں شریف کے میلاد شریف میں طعام اور شیرنی تقسیم کرتا تھا مگر ایک سال کچھ تنگ دستی ہو گئی تو میں نے بھنے ہوئے چنوں پر ہی فاتحہ دے کر میلاد شریف میں تقسیم کر دیئے میں نے خواب میں رحمت کو نین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت کی، دیکھا کہ وہی پہنے سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے رکھے ہوئے ہیں اور آپ خوش ہو رہے ہیں۔

اور پیارے اسلامی بھائیو! اگر عقلی طور پر بھی دیکھا جائے تو با آسانی سمجھا جاسکتا ہے کہ یہ فعل، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خوش کرنے والا ہے، وہ اس طرح کہ بارہویں شریف کو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نسبت ہے اور ہمارا اس پر خوب خوشیاں منانا اس بات کی علامت ہیکہ ہمیں اپنے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عالم میں رونق افروز ہونے سے خوشی و مسرت حاصل ہوئی ہے اور یہ فطری تقاضا ہے کہ جس چیز کو ہم سے نسبت ہواں پر کسی کا خوشی کا اظہار کرنا ہمیں خوش کر دیتا ہے اور بس اسی طرح مدینی آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نسبت رکھنے والی بارہویں شریف پر خوشی منانا آپ کو خوش کر دیتا ہے اور چونکہ ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے ربِ عزوجل کے حبیب ہیں اور اللہ تعالیٰ کی خوشی اپنے حبیب کی خوشی میں پوشیدہ ہے چنانچہ جب حبیب باری تعالیٰ خوش ہو گئے تو باری تعالیٰ بھی ضرور ضرور خوش ہو گا۔

جاوید..... بالکل درست، اب ایک اور سوال۔

سوال..... ان اعمال پر سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خوش ہونا تو اس صورت میں ممکن ہے کہ جب آپ کو ان تمام کاموں کی خبر ہو، تو اس پر کیا دلیل ہے کہ آپ ہمارے تمام افعال و اعمال پر واقف ہیں؟

احمد رضا..... یقیناً ہمارے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بخوبی جانتے ہیں کہ آپ کا کون امتی، کس طرح خوشی کا اظہار کر رہا ہے۔ اس پر دلیل وہ حدیث پاک ہے جسے اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے احکام شریعت میں نقل فرمایا ہے کہ سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہر پیر اور جمعرات کو اللہ تعالیٰ کے حضور اعمال پیش ہوتے ہیں اور انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور ماں باپ کے سامنے ہر جمعے کو، وہ نیکیوں پر خوش ہوتے ہیں اور ان کے چہروں کی صفائی اور تابش بڑھ جاتی ہے تو اللہ عزوجل سے ڈرو اور اپنے مردوں کو اپنے گناہوں سے رنج نہ پہنچاؤ۔ (ارواہ الامام الحکیم عن والد عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

بلکہ اچھی طرح یاد رکھئے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اعمال امت پر واقف ہونا، فقط اعمال ناموں کے خدمت اقدس میں پیش کئے جانے پر موقوف نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ کی عطا اور اس کے فضل و کرم سے آپ بذات خود برآ راست اپنی پوری امت کے اعمال کا مشاہدہ فرمانے پر قادر ہیں، کائنات کی کوئی بھی شے آپ پر مخفی نہیں۔

جاوید..... بعد وفات آپ ہمیں کس طرح دیکھ سکتے ہیں؟

احمر رضا..... شاید آپ کو یاد نہیں رہا، ابھی کچھ دیر پہلے میں نے ایک حدیث پاک بیان کی تھی کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبور میں زندہ ہیں۔ (ابن ماجہ)

جاوید..... اچھا اس پر کیا دلیل ہے کہ آپ اتنے طویل فاصلے سے ہمیں دیکھ سکتے ہیں؟

احمر رضا..... اس پر بیشمار دلیلیں موجود ہیں۔ تنگی وقت کی بناء پر دو دلیلیں پیش کرتا ہوں:-

(۱) حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے میں سورج گرہن ہوا تو آپ نے لوگوں کے ساتھ نماز پڑھی، پھر فارغ ہوئے تو سورج صاف ہو چکا تھا۔ لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! ہم نے (حالت نماز میں) دیکھا کہ آپ نے اپنی اس جگہ میں کچھ لیا (یعنی دوران نماز ہاتھ آسان کی طرف بڑھا کر کسی چیز کو پکڑنے کا ارادہ فرمایا) پھر دیکھا کہ آپ پیچھے ہیں (یعنی ان دونوں افعال کی کیا وجہ تھی؟) (رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جواب دیتے ہوئے ارشاد) فرمایا میں نے جنت ملاحظہ کی تو اس سے ایک خوشہ لینا چاہا، اگر لے لیتا تو تم رہتی دنیا تک کھاتے رہتے (کیونکہ جنت کی نعمتوں میں فنا نہیں ہے) اور میں نے آگ (یعنی دوزخ) دیکھی تو آج کی طرح گھبراہٹ والا منظر کبھی نہ دیکھا، میں نے اس میں عورتوں کی تعداد زیادہ دیکھی۔ (مسلم شریف)

پیارے اسلامی بھائیو! یہ ایک طویل حدیث پاک ہے لیکن میں نے ضرور تباہ کچھ مختصر کر کے بیان کی ہے اگر آپ غور فرمائیں تو اس سے معلوم ہوا کہ ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بینائی میں بے حد و سعت عطا کی گئی ہے چنانچہ چاہیں تو ساتوں آسانوں کے اوپر اور کروڑوں میل دور واقع جنت کو دنیا میں کھڑے کھڑے نہ صرف ملاحظہ فرمالیں بلکہ ایسے قادر و مختار ہیں کہ اگر چاہیں تو ہاتھ بڑھا کر اس کی نعمتیں بھی حاصل کر سکتے ہیں اور جب یہ دونوں چیزیں آپ کیلئے صحیح حدیث سے ثابت ہیں تو پھر یہ اعتقاد رکھنا کہ آپ ہمیں مدینہ منورہ سے دیکھ سکتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں کو اپنے غلاموں کو تقسیم فرماسکتے ہیں بالکل حق و درست ہے۔

(۲) آپ نے ولادت شریف کے واقعات میں سنا کہ بوقت ولادت ایسا نور نکلا کہ جس کی برکت سے بی بی آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ہزاروں میل دور شام کے محلات کو اپنی چشم ان ظاہری سے ملاحظہ فرمالیا۔ توجہ نور سر کار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی برکت سے والدہ محترمہ کی نگاہوں میں اتنی وسعت پیدا ہو گئی تو پھر خود اس سراپا نور کی بصارت کا عالم کیا ہو گا، اس کا اندازہ کرنا کچھ زیادہ دشوار نہیں ہے۔

یہی وجہ ہے کہ مولانا امجد علی خاں رحمۃ اللہ علیہ بھار شریعت (حصہ ششم) میں تحریر فرماتے ہیں یقین جانو کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پچی حقیقی و دنیاوی جسمانی حیات سے ویسے ہی زندہ ہیں جیسے وفات شریف سے پہلے تھے، ان کی اور تمام انبیاء علیہم السلام کی موت صرف وعدہ خدا عزوجل کی تصدیق کو، ایک آن کیلئے تھی ان کا انتقال صرف نظر عوام سے چھپ جانا ہے۔ امام محمد ابن حاج مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مخل اور امام احمد قسطلانی مواہب الدنیہ میں اور ائمہ دین رحمۃ اللہ علیہم جمعین فرماتے ہیں، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیات و وفات میں اس بات میں کچھ فرق نہیں کہ وہ اپنی امت کو دیکھ رہے ہیں اور ان کی حالت، ان کی نیتوں، ان کے ارادوں اور ان کے دلوں کے خیالوں کو پہنچانتے ہیں اور یہ سب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایسا روشن ہے جس میں اصلاً (یعنی بالکل) پوشیدگی نہیں۔

جاوید..... سبحان اللہ عزوجل! یہ بات سن کرتو بہت ہی لذت و سرور حاصل ہوا۔ دل خوش ہو گیا۔ اچھا ب ایک اور سوال ہے۔
سوال..... بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس موقع پر اتنا خرچ کرنے سے بہتر ہے کہ یہی رقم غریبوں کو دے دی جائے، اس طرح نہ جانے کتنوں کا بھلا ہو جائے گا۔

احمدرضا..... پیارے اسلامی بھائیو! یہ صرف اور صرف ہمیں اپنے نبی مکریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خوشیاں منانے سے روکنے کی ایک ناکام کوشش ہے، آپ سے گزارش ہے کہ خود اس قسم کے جملے کہنے والوں کے گھر میں جب کوئی تقریب ہو رہی ہو تو یہی مخلصانہ مشورہ انھیں بھی دے کر دیکھئے، کبھی بھی اپنی تقریب موقوف کر کے غریبوں کو پیسہ نہ دیں گے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہمارا بارہوں پر دل کھول کر خرچ کرنا دراصل اللہ تعالیٰ عزوجل کے فضل و کرم اور انعامات کی بارشیں طلب کرنے کیلئے ہی ہوتا ہے۔ اور یہ بات سب جانتے ہی ہیں کہ جب بارش برستی ہے تو پھر ہر خاص و عام کو اس سے فیض پہنچتا ہے۔ مولود پاک کے صدقے نازل ہونے والی برکات سے بھر پور مدنی بارش کا حال اس روایت سے بخوبی جانا جاسکتا ہے کہ جسے امام احمد قسطلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مواہب الدنیہ میں نقل فرمایا ہے کہ طبرانی و بنیہنی وغیرہ حلیمه سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نقل کرتے ہیں وہ فرماتی ہیں کہ میں قبیلہ بنی سعد بن بکر کے ساتھ دودھ پلانے کیلئے کسی بچے کو لینے مکہ مکرہ آئی یہ زمانہ شدید قحط سالی کا تھا آسمان سے زمین پر پانی کا ایک قطرہ نہ برستا تھا ہماری ایک مادہ گدھی تھی جو لا غری و کمزوری کی وجہ سے چل نہیں سکتی تھی ایک اونٹنی تھی جو دودھ کی ایک بوند نہ دیتی تھی میرے ساتھ میرا بچہ اور میرے شوہر تھے ہماری تنگی کا یہ عالم تھا کہ رات چھین سے گزرتی تھی اور نہ دن آرام سے۔ جب ہمارے قبیلے کی عورتیں مکہ پہنچیں تو انہوں نے دودھ پلانے کے لئے تمام بچوں کو لے لیا، سوائے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے۔ کیونکہ جب وہ یہ سنتی تھیں کہ وہ یتیم ہیں تو ان کے یہاں جاتی ہی نہ تھیں۔ کوئی عورت ایسی نہ رہی جس نے کوئی بچہ نہ لے لیا ہو صرف میں ہی باقی تھی اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سوائے کسی کونہ پاتی تھی۔ میں نے اپنے شوہر سے کہا و اللہ عزوجل! بغیر بچے لیے

مکہ مکرمہ سے لوٹنا مجھے اچھا معلوم نہیں ہوتا، میں جاتی ہوں اور اس تیم بچے کو لئے لیتی ہوں، میں اسی کو دودھ پلاوں گی۔ اس کے بعد میں گئی، میں نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دودھ سے زیادہ سفید اونی کپڑے میں لپٹے ہوئے ہیں اور آپ سے مشک وغیرہ کی خوبیوں پیش مار رہی ہیں، آپ کے نیچے بزرگ بچا ہوا ہے اور آپ خراٹے (آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خراٹے بہت بلند نہ ہوتے تھے بلکہ بہت آہستہ آہستہ خراٹے لیتے، جس سے کسی کو تکلیف نہ ہوتی تھی۔) ہوئے اپنی گذی شریف پر مخواب ہیں، میں نے چاہا کہ آپ کو نیند سے بیدار کر دوں مگر آپ کے حسن و جمال پر فریفہ ہو گئی، پھر میں نے آہستہ سے قریب ہو کر اپنے ہاتھوں میں اٹھا کر اپنا ہاتھ آپ کے سینہ مبارکہ پر رکھا تو آپ نے قبسم فرمایا پنی چشم مبارک کھول دی (ہمارے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان ہے ورنہ ایسے موقع پر بچے عموماً روتے ہیں) میری طرف نظر کرم اٹھائی تو آپ کے چشم ان مبارک سے ایک نور لگلا جو آسان تک پرواز کر گیا میں نے آپ کی دونوں چشمیں مبارک کے درمیان بوسہ دیا اور اپنی گود میں بھالیا تاکہ دودھ پلاوں، میں نے واہنا پستان آپ کے دہن مبارک میں دیا آپ نے دودھ نوش فرمایا پھر میں نے چاہا کہ اپنا بایاں دہن مبارک میں دوں تو آپ نے نہ لیا اور نہ پیا، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے آپ کو ابتدائی حالت میں ہی عدالت و انصاف ملحوظ رکھنے کا الہام فرمادیا تھا اور آپ جانتے تھے کہ ایک ہی پستان میں دودھ آپکا ہے کیونکہ حیمه رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اپنا بیٹا بھی ہے۔

حیمه سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ اس کے بعد آپ کا ایک حال رہا کہ ایک پستان کو اپنے رضاعی (یعنی دودھ شریک) بھائی کیلئے چھوڑ دیا کرتے تھے، پھر آپ کو لے کر اپنے شوہر کے پاس آئی، وہ بھی آپ کے حسن و جمال مبارک پر عاشق ہو گئے اور سجدہ شکر ادا کیا، وہ اپنی اونٹی کے پاس گئے دیکھا تو اسکے تھن دودھ سے بھرے ہوئے تھے حالانکہ پہلے ان میں ایک قطرہ بھی نہ تھا، انہوں نے دودھ دوہا، ہم سب نے سیر ہو کر پیا اور خیر و برکت کے ساتھ اس رات چین کی نیند سوئے۔ اس سے پہلے بھوک و پریشانی میں نیند نہیں آتی تھی۔ میرے شوہرنے کہا اے حیمه! بشارت و خوشخبری ہو کہ تم نے اس ذات گرامی کو لے لیا، تم نہیں دیکھتیں کہ ہمیں کتنی خیر و برکت حاصل ہوئی ہے یہ سب اس ذات مبارک کے طفیل ہے اور میں امید رکھتا ہوں کہ ہمیشہ اور زیادہ خیر و برکت رہے گی۔

اس کے بعد سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مجھے رخصت کیا، میں اپنی ماہ گدھی پر آپ کو گود میں لے کر سوار ہوئی میری گدھی خوب چست و چالاک ہو گئی اور اپنی گردن اوپر تان کر چلنے لگی جب ہم کعبہ کے سامنے پہنچ تو اس نے تمیں سجدے کئے اور اپنے سر کو آسمان کی طرف اٹھا کر چلائی۔ پھر قبیلے کے جانوروں کے آگے آگے دوڑنے لگی، لوگ اس کی تیز رفتاری پر تعجب کرنے لگے، عورتوں نے مجھ سے کہا، اے بنت ذویب! کیا یہ وہی جانور ہے جس پر سوار ہو کر ہمارے ساتھ آئی تھیں جو تمہارے بوجھ کو اٹھانہیں سکتا تھا اور سیدھا چل تک نہ سکتا تھا؟ میں نے جواب دیا واللہ عزوجل یہ وہی جانور ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے اس فرزند کی برکت سے اسے قوی و طاقت و رکرداریا ہے اس پر انہوں نے کہا واللہ عزوجل! اس کی بڑی شان ہے۔ میں نے اپنی گدھی کو جواب دیتے سنا کہ ہاں خدا عزوجل کی قسم! میری بڑی شان ہے میں مردہ تھی مجھے زندگی عطا فرمائی، میں لاغر و کمزور تھی مجھے قوت و توانائی بخشی۔ اے بنی سعد کی عورتو! تم پر تعجب ہے کہ تم غفلت میں ہو اور تم نہیں جانتیں کہ میری پشت پر کون ہے؟ میری پشت پر سید المرسلین، خیر الاولین والا آخرین اور حبیب رب العالمین (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہیں، میں بکریوں کے جس رویہ کے پاس سے گزرتی، بکریاں سامنے آ کر کہتیں اے حلیمه! تم جانتی ہو کہ تمہارا دودھ پینے والا کون ہے؟ یہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) آسمان وزمین کے رب عزوجل کے رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اور تمام بنی آدم میں افضل ہیں۔ ہم جس منزل پر قیام کرتے حق تعالیٰ اسے سربز شاداب فرمادیتا باؤ جو دکھ و قحط سالی کا زمانہ تھا اور جب ہم بنی سعد میں پہنچ گئے تو کوئی اس سے زیادہ خشک اور ویران نہ تھا لیکن جب میری بکریاں چراغاہ میں جاتیں تو شام کو خوب شکم سیر، تروتازہ اور دودھ سے بھری ہوئی لوٹتیں۔ تو ہم ان کا دودھ نکالتے خود بھی سیر ہو کر پیتے اور دوسروں کو بھی پلاتے ہماری قوم کے لوگ اپنے چرواحوں کو کہتے کہ تم اپنی بکریوں کو ان چراغاہوں میں کیوں نہیں چراتے جس چراغاہ میں بنت الی ذویب (یعنی حلیمه رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کی بکریاں چرتی ہیں۔ حالانکہ وہ نہ جانتے تھے کہ ہمارے گھر میں یہ خیر و برکت کہاں سے آئی ہے، یہ برکت و افروانی، غیبی چراغاہ اور کسی اور چارہ سے تھی۔ اس کے بعد قوم کے دیگر چرواحوں نے ہمارے چرواحوں کے ساتھ بکریاں چرانی شروع کر دیں یہاں تک کہ حق تعالیٰ نے ان کے اموال اور ان کی بکریوں میں بھی خیر و برکت پیدا فرمادی اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وجہ سے تمام قبیلے میں خیر و برکت پھیل گئی۔

پیارے اسلامی بھائیو! آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ خدمت کی سعادت تو سیدہ حلیمه رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حاصل کی تھی لیکن جب اس کے بد لے میں بارش کرم بری تو ہر ایک نے خوب خوب اس سے اپنا اپنا حصہ حاصل کیا، اسی طرح جب ہم بھی مولود پاک کی خوشیاں منا کر اللہ تعالیٰ کی رحمت کے دروازے پر مدفنی دستک دیتے ہیں تو اس کا دریائے کرم جوش میں آتا ہے اور پھر ہر ایک کو اسکے اخلاص و جذبے کے مطابق حصہ رحمت و برکت عطا کر دیا جاتا ہے۔ بلکہ امام جوزی رحمۃ اللہ علیہ تو ارشاد فرماتے ہیں کہ میلاد شریف کی یہ تاثیر ہے کہ اس کی برکت سے سال بھرا من رہتا ہے۔ (روح البیان)

جاوید..... الحمد لله عزوجل! یہ مسئلہ بھی حل ہو گیا۔ بس اب آخری سوال وہ یہ کہ.....

سوال..... یہ بتائیے کہ بعض لوگوں کی یہ بات کہاں تک درست ہے کہ اگر بارہویں شریف کو جائز مان بھی لیا جائے تو چونکہ اس کی وجہ سے عوام انس کیش غلطیوں میں بنتا ہو جاتے ہیں لہذا اس سلسلہ کو بند کر دینا چاہئے۔ مثلاً بہت سے لوگ ان دونوں میں بلند آواز سے گاتا لگا لیتے ہیں، کہیں زبردستی چندہ کیا جاتا ہے، کسی مقام پر جانوروں اور خیالی بزرگوں کی بڑی بڑی تصاویر آؤیں اور اس کردی جاتی ہیں، کہیں ہندوؤں کی رسم کے مطابق ایک دوسرے پر رنگ پھینکا جاتا ہے، کہیں جلوسوں میں سیٹیاں اور تالیاں نج رہی ہوتی ہیں، کہیں دوران جلوس ڈھول کی تھاپ پر نوجوان محور قص ہوتے ہیں بعض اوقات کھانا، تھیلیوں میں بھر کر پھینکا جاتا ہے، جس کی بناء پر رزق کی بے حرمتی ہوتی ہے اور اس کے علاوہ عورتوں اور مردوں کا اختلاط بھی دیکھا گیا ہے؟

احمرضا..... پیارے اسلامی بھائیو! اگر صرف عوام انس کے برے عمل کی وجہ سے عبادات و معاملات کو ترک کر دے جانے کا مضابطہ بنا دیا جائے تو پھر تو ہمارے تمام کاروبار زندگی رک جائیں گے کیونکہ آج کل کون سا ایسا دینی یا دنیاوی کام ہے کہ جس کی ادائیگی کے وقت عوام انس اغلاظ میں بنتا نہ ہوتے ہوں؟ جیسا کہ شادی کرنا سنت مبارکہ ہے لیکن اگر کوئی یہ کہے کہ شادی تو جائز ہے لیکن اس کی وجہ سے چونکہ کیش گناہ ہوتے ہیں مثلاً تصویریں کھنچی جاتی ہیں، عورتوں مردوں کا اختلاط ہوتا ہے، رقص و سرور کی مخالف قائم کی جاتی ہیں، دو لہا کو مہندی لگائی جاتی ہے اور لگانے والی بھی نامحرم ہوتی ہے، دو لہا کو سونا پہنایا جاتا ہے، گانوں کی صورت میں ایک دوسرے کو نوش گالیاں دی جاتی ہیں وغیرہ وغیرہ۔ چنانچہ اب شادی کا سلسلہ بند ہو جانا چاہئے کیا خیال ہے آپ اس کی بات مان لیں گے؟

جاوید..... بالکل نہیں۔

احمرضا..... تو پھر آپ ایسے شخص کو کیا جواب دیں گے؟

جاوید..... یقیناً بھی کہیں گے کہ شادی جائز ہے چنانچہ اسے ترک نہ کیا جائے بلکہ لوگوں کو حرام کام سے روکنے کی کوشش کریں۔

احمرضا..... شاباش، میری بھی یہی عرض ہے کہ بارہویں شریف محبوب کبریا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت سے با برکت اور با برکت بنانے والی ہے لہذا اسے ترک نہ کیا جائے بلکہ خطاؤں میں بنتا اسلامی بھائیوں کو شفقت سے سمجھایا جائے، اللہ تعالیٰ کی ذات پاک سے امید ہے کہ ہمارے محبت بھرے انداز سے سمجھانے کی برکت سے ایک دن تمام اسلامی بھائی بھی عین شریعت کے مطابق بارہویں شریف منانے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

شاید آپ کو معلوم ہی ہوگا کہ میرا تعلق سنتوں کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی سے ہے جس کے امیر ایک بہت بڑے عاشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کے ایک مقبول ولی ہیں ان کا نام محمد الیاس قادری مدظلہ العالی ہے۔

دعوتِ اسلامی کے روحانی اور بارکتِ ماحد سے باقاعدہ وابستگی سے پہلے ہمیں بھی اس کا کچھ شعور حاصل نہ تھا چنانچہ جیسا ذہن میں آتا تھے سید ہے طریقوں سے خوشی کا اظہار کر لیا کرتے تھے، لیکن الحمد للہ عزوجل! جب امیر اہلسنت امیر دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا محمد الیاس قادری مدظلہ العالی کی صحبت و تربیت میں آنے کی سعادت حاصل ہوئی تو آپ کی حکمت اور دانائی نے ہمارے ذہنوں میں ان دنوں کو عین اسلامی طریقے کے مطابق گزارنے کا انقلابی شعور بیدار کر دیا، چنانچہ آپ بھی اس مرتبہ بارھویں شریف، دعوتِ اسلامی کے پاکیزہ ماحد کے ساتھ منا کر دیکھیں، ان شاء اللہ عزوجل بہت ہی زیادہ سرو رو اطمینان محسوس کریں گے کیونکہ ہمارے ماحد میں کوئی عمل خلاف شرع نہیں کیا جاتا جیسے ہی ربيع الاول شروع ہوتا ہے، ہم اپنے گھروں گلیوں مخلوں گاڑیوں اور دکانوں کو قمقوں اور جھنڈوں وغیرہ سے سجانا شروع کر دیتے ہیں، ساتھ ساتھ ہی چوک اجتماعات اور نعمتیہ محافل کے ذریعے اسلامی دوسرے بھائیوں کو بھی اسکی ترغیب دیتے ہیں۔ ہمارے امیر اہلسنت امیر دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری دامت برکاتہم العالیہ بارھویں شریف منانے کا خصوصی اہتمام فرماتے ہیں چنانچہ اس عاشقوں کی عید پر حتی الامکان ہر چیز نی خریدنے کی کوشش فرماتے ہیں مثلاً بس، چادر، رومال، عمامة، ٹوپی، سربند، تسبیح، پین، مسوک، گھڑی، جوتی، یہاں تک کہ بنیان و ازار بند تک نیا لیتے ہیں اور اپنے بیانات اور تحریروں کے ذریعے بھی اسلامی بھائیوں کو بارھویں شریف خوب و ہوم دھام کے ساتھ منانے کی ترغیب ارشاد فرماتے رہتے ہیں۔

بارہ ربيع الاول کی رات، اجتماع منعقد کیا جاتا ہے، جس میں اصلاحی انداز میں ولادت کے واقعات اور فضائل و کمالات سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیان کئے جاتے ہیں پھر نعمتِ خوانی کا سلسلہ شروع ہوتا ہے جو حیری تک جاری رہتا ہے اجتماع گاہ میں ہی کثیر سحری کا انتظام کیا جاتا ہے۔ تمام شرکاء اسلامی بھائی سحری کرتے ہیں اور بارھویں شریف سنت کے مطابق روزہ رکھ کر مناتے ہیں۔ دن میں عموماً ظہر کی نماز کے بعد جلوس نکالے جاتے ہیں۔ ہمارے جلوس انتہائی پر امن اور منکرات سے پاک و صاف ہوتے ہیں۔ ماحد سے وابستہ اسلامی بھائی سنت کے مطابق سفید بس میں مبوس نظر آتے ہیں، سر پر عمامة مقدسہ کا تاج اور ہاتھوں میں سبز بذر جھنڈے ہوتے ہیں، درود و سلام اور نعمتیں پڑھتے ہوئے جس مقام سے گزرنما ہوا نہائی منظم طریقے سے گزرتے ہیں۔ اس نظم و ضبط اور شرعی تقاضوں کی رعایت کی برکت سے ساتھ چلنے والے ماحد سے غیر وابستہ اسلامی بھائی غلطیوں اور گناہوں سے نجیج جاتے ہیں۔ دیکھا گیا ہے کہ بعض اوقات ہمارے جلوس کی نورانیت کو دیکھ کر لوگوں کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو جاری ہو جاتے ہیں۔

امیر اہلسنت مدظلہ العالی بھی ہر سال باقاعدگی کے ساتھ جلوس میں شرکت فرماتے ہیں۔ آپ کا جلوس بارہ تاریخ کو ظہر کی نماز کے بعد شہید مسجد کھارادر (کراچی) سے روانہ ہوتا ہے، بلا مبالغہ پاکستان بھر میں باعمل اسلامی بھائیوں کا یہ سب سے بڑا جلوس ہوتا ہے، اس کا اختتام دعوتِ اسلامی کے عالمی مرکز فیضان مدینہ پر ہوتا ہے۔

جاوید..... سبحان اللہ عزوجل! آپ کے ماحول میں جس انداز سے مولود پاک کی خوشیاں منائی جاتی ہیں مجھے تو یہ بہت ہی پسند آیا ہے اور میں نے پختہ ارادہ کر لیا ہے کہ ان شاء اللہ تعالیٰ اس مرتبہ بارھویں شریف خوب دھوم دھام سے مناؤں گا اور دعوتِ اسلامی کے ماحول کے ساتھ مناؤں گا۔

باقی دوست..... ان شاء اللہ تعالیٰ! ہم سب بھی اس مرتبہ ماحول کے ساتھ ہی میلاد پاک منائیں گے۔

احمدرضا..... صرف بارھویں کے موقع پر نہیں بلکہ ہمارا اور آپ کا محبت اور اپنا نیت کا تعلق تواب تا حیات قائم رہنا چاہئے۔

جاوید..... بیشک بیشک یہ تو ہمارے لئے بہت بڑی سعادت ہو گی، کہ آپ جیسے نیک لوگ اگر ہم پر نگاہ شفقت فرماتے رہیں گے تو ان شاء اللہ عزوجل ہم گناہ گاروں کا بھی بیڑہ پار ہو جائے گا۔ یقین کیجئے آپ سے ملاقات سے پہلے بارھویں شریف سے متعلق عجیب عجیب خیالات اور وسو سے دل میں موجود تھے، لیکن آپ کے اپنا قیمتی وقت دینے کی برکت سے الحمد للہ عزوجل اب ہمارے دلوں میں نہ صرف بارھویں شریف منانے کا جذبہ بیدار ہو چکا ہے بلکہ اپنے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جتنی محبت آج ہمارے دلوں میں پیدا ہوئی ہے، بری صحبت کی نحوسٹ کی بناء پر اللہ تعالیٰ نے اس سے پہلے ہمیں محروم فرمایا ہوا تھا، بلکہ میں تو کہتا ہوں کہ اگر پہلی والی حالت ہی میں ہمیں موت آ جاتی، تو ہمارا انجمام بہت برا ہونا تھا، اللہ تعالیٰ آپ کو بہت بہت جزاۓ خیر عطا فرمائے کہ آپ نے ہمیں تباہی سے بچالیا۔

جانی..... یہ ساری نحوسٹ اسی شیطان کی ہے جو ہمارے محلے میں رہتا ہے اسی خبیث نے ہمارے دلوں میں یہ وسو سے پیدا کیے تھے اور وہی ہمیں نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی گستاخی پر ابھارا کرتا تھا، اب اگر وہ میرے پاس آیا تو اس کے دانت توڑ دوں گا۔

احمدرضا..... ما شاء اللہ عزوجل! گستاخان رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے متعلق ایسے ہی جذبات ہونے چاہیں کیونکہ یہ ایمان کامل کی واضح نشانی ہے۔ جیسا کہ سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو کسی سے اللہ تعالیٰ کیلئے محبت رکھے، اللہ تعالیٰ ہی کیلئے دشمنی رکھے، اللہ تعالیٰ کے لئے دے اور اللہ تعالیٰ ہی کیلئے منع کرے تو اس نے اپنا ایمان کامل کر لیا۔ (مخلوٰۃ)

لیکن اگر اس قسم کے دشمنان رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جلا جلا کر مارا جائے تو اس کا مزہ کچھ اور ہی ہے، اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ نہ صرف ہم خود، اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رضا کی خاطر، خوب خوب خوشیاں منائیں بلکہ انتہائی جوش و جذبہ کے ساتھ اپنے پورے محلے بلکہ پورے شہر کے ہر ہر مسلمان بھائی کے ذہن میں اس کا شعور بیدار کریں، جب از لی بد بخت و محروم، جشن سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یہ دھوم دھام دیکھیں گے تو ان شاء اللہ تعالیٰ خود ہی سرسر کر ہلاک ہو جائیں گے۔

مشل فارس نجد کے قلعے گراتے جائیں گے

حضرتک ڈالیں گے ہم پیدا ش مولا کی دھوم

جاوید..... آپ سے جدا ہونے کو دل تو نہیں چاہ رہا، لیکن آپ کی یقیناً دوسری بھی مصروفیات ہوں گی آپ پہلے ہی ہمیں بہت زیادہ وقت دے چکے ہیں۔ مگر اس سے پہلے کہ ہم جدا ہوں میں آپ کی خدمت میں ایک سوال اور ایک درخواست پیش کرنا چاہتا ہوں، امید ہے کہ جہاں اتنی شفقت فرمائی ہے، مزید بھی فرمائیں گے۔

احمرضا..... (مسکراتے ہوئے) ارشاد فرمائیں۔

جاوید..... سوال تو یہ ہے کہ آپ تعارف کے وقت غمگین کیوں ہو گئے تھے؟ اور درخواست ہے کہ جاتے جاتے ہمیں کوئی نصیحت ضرور ارشاد فرمائیں۔

احمرضا..... بات دراصل یہ تھی کہ جب آپ نے سب کا تعارف کروایا تو مجھے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی چند احادیث مبارکہ یاد آگئیں تھیں جن کی بناء پر دل غمگین ہو گیا تھا۔

جاوید..... ہمیں بھی سنائیے وہ کون سی احادیث تھیں؟

احمرضا..... آپ لوگ ناراض تو نہیں ہو جائیں گے؟

جاوید..... ارے! یہ آپ کیا فرمารہے ہیں، ناراض ہو کر ہمیں ہلاک ہونا ہے؟

احمرضا..... اچھا تو سنئے! وہ احادیث یہ تھیں:-

(۱) ابو داؤد میں ہے کہ مدفنی آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا انبیاء (علیہم السلام) کے نام پر نام رکھو۔

(۲) دیلمی میں رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے کہ اچھوں کے نام پر نام رکھو۔

(۳) مندا مام احمد میں ہے کہ شاہ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، قیامت کے دن تم کو تمہارے نام اور تمہارے باپوں کے نام سے پکارا جائے گا لہذا اچھے نام رکھو۔

(۴) اور بخاری و مسلم میں آپ کا فرمان عالیشان ہے کہ میرے نام پر نام رکھو۔

اب غمگین ہونے کی وجہ یہ تھی کہ آپ میں سے کسی کا نام بھی ان احادیث کے معیار پر پورا نہیں اتر تاب کے سب غیر اسلامی نام ہیں۔

(اسلامی ناموں کے سلسلے میں مکمل رہنمائی کیلئے اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصنیف النور والضیاء فی احکام بعض الاسماء کا ضرور ضرور مطالعہ فرمائیے) مثلاً پرویز، ایک بہت بڑے گستاخ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام تھا، یہ وہ بدجنت تھا کہ جب سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے دعوت اسلام پر مشتمل مكتوب مبارک اس کے پاس پہنچا تو اس نے ہمارے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام مبارک کو غصے میں چاک کرنے کی ناپاک جسارت کی تھی۔

جاوید..... دراصل اس میں ہمارا قصور نہیں ہے، ہم نے جن گھر انوں میں آنکھ کھولی ہے، ان میں اسی قسم کے نام رکھ کر فخر کیا جاتا ہے بہر حال آپ نے نشاندہی فرمائی ہے تو واقعی میں تو شرم محسوس کر رہا ہوں، اب آپ ارشاد فرمائی، ہمارے لئے کیا حکم ہے؟ آپ جیسا فرمائیں گے، ہم دیے ہی کریں گے۔

احمدرضا..... پیارے پیارے اور اچھے اچھے اسلامی بھائیو! ترمذی شریف میں سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا فرمان عالیشان ہے کہ سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم برے ناموں کو بدل دیتے تھے چنانچہ آپ سب بھی اپنا اپنا نام بدل دیں۔

جاوید..... تو اس سلسلے میں بھی آپ ہی ہماری رہنمائی فرمائیے۔

احمدرضا..... میں نے اپنے امیرالمستوفی مغل العالی کو اس سنت پر بھی بڑی استقامت کے ساتھ عامل پایا ہے، آپ جب بھی اس قسم کے نام ملاحظہ فرماتے ہیں تو شفقت و حکمت کے ساتھ تبدیل فرمادیتے ہیں چنانچہ میرا مدفنی مشورہ ہے کہ آپ سب اس اتوار کو میرے ساتھ فیضان مدینہ چلئے (دعوت اسلامی کا عالمی مرکز جو بزری منڈی کراچی میں واقع ہے) حضرت صاحب، کراچی میں موجود ہونے کی صورت میں ہر اتوار کو عشاء کے بعد عام ملاقات فرماتے ہیں، ان کی خدمت میں درخواست کریں گے، ان شاء اللہ عزوجل آپ سب کیلئے وہ پیارے مدنی نام تجویز فرمادیں گے، بزرگوں سے نام رکھوانے میں بڑی برکت ہوتی ہے۔

جاوید..... چلیں یہ ٹھیک ہے، اس طرح ایک، اللہ تعالیٰ کے ولی کی زیارت بھی ہو جائے گی اچھا ب و نصیحت والی درخواست؟

احمدرضا..... نصیحت والا معاملہ بھی حضرت صاحب کی خدمت میں پیش کرنا مناسب ہے، کیونکہ ان کی زبان حق ترجمان سے نکلنے والے الفاظ پر اخلاص پر عمل پیرا ہونے کی برکت سے، ان شاء اللہ عزوجل دنیا و آخرت میں فلاح و کامرانی حاصل کرنا کچھ بھی دشوار نہ رہے گا۔ ہاں میں، آپ سب کی خدمت میں اتنی درخواست ضرور کروں گا کہ آپ ہر ہفتے کے دن (ای طرح دعوت اسلامی کے ہفتہ وار اجتماع تقریباً ملک بھر تمام چھوٹے بڑوں شہروں میں منعقد ہوتے ہیں) مغرب کی نماز کے بعد دعوت اسلامی کے عالمی مرکز فیضان مدینہ (کراچی) میں منعقد ہونے والے ہفتہ وار اجتماع میں ضرور ضرور شرکت فرمائیے بلکہ اسے اپنے اوپر لازم کر لیجئے ان شاء اللہ عزوجل کچھ عرصہ پابندی سے شرکت فرمانے کے بعد آپ خود اس بات کو اچھی طرح جان لیں گے کہ ایمان کی حفاظت اور آخرت میں کامیابی کے سلسلے میں جن جن چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے وہ ماحول کی برکت سے با آسانی حاصل ہو سکتی ہیں اسی عالمی مرکز فیضان مدینہ میں ہر اتوار کو اسلامی بہنوں کا اجتماع بھی منعقد ہوتا ہے، چنانچہ اگر ممکن ہو تو اپنے گھر کی اسلامی بہنوں کو بھی شرکت کی دعوت دیدیجئے گا اور ہاں اگر ایمان کی حفاظت کے ساتھ ساتھ آپ چاہتے ہیں کہ آپ کو کثیر علم دین حاصل ہو جائے، بیشتر صغیرہ کبیرہ گناہوں سے محفوظ ہو جائیں اللہ تعالیٰ کی جانب سے عبادات و نیک اعمال پر استقامت کی دولت عطا کر دی جائے

پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بیشتر سنتیں سیکھ کر ان پر عمل پیرا ہونے کی سعادت بھی مل جائے اور انہیاء علیہم السلام اور

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سنت کی مطابق سنیں سیکھانے کی توفیق رفیق بھی آپ کی قسمت میں لکھ دی جائے۔ تو دعوت اسلامی کے سنتوں کی تربیت کیلئے اندر وون اور بیرون ملک روانہ ہونے والے مدنی قافلوں میں بھی شرکت کو نہایت ضروری ولازم تھوڑا کیجھے الحمد للہ عزوجل! دعوت اسلامی کے قافلے تین دن، بارہ دن، تیس دن اور سال بھر کیلئے مختلف مقامات پر جا کر مدنی انقلاب برپا کر رہے ہیں، آپ بھی کم از کم ہر ماہ میں تین دن، مزید موقع ملے تو بارہ دن، سال میں کم از کم تیس دن اور پوری عمر میں یکمشت بارہ ماہ کیلئے کسی مدنی قافلے کے ساتھ سفر کرنے کی سعادت ضرور حاصل کیجھے۔ بلکہ میرا مدنی مشورہ ہے کہ اس بارہ ربیع النور شریف کے مبارک مہینے میں کسی مدنی قافلے میں شرکت کر کے اس کا ثواب بارگاہ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں پیش کرنے کی سعادت کے حصول کی کوشش کیجھے۔ ان شاء اللہ عزوجل اس مبارک طریقے کی برکت سے بارہویں شریف کی برکات سے مکمل طور پر فیض یاب ہونے میں بے حد مدد ملے گی۔

جاوید (مع رفقاء) سبحان اللہ عزوجل! آپ نے جن فوائد کا ذکر فرمایا ہے ان کی حصول کیلئے ہم پختہ ارادہ کرتے ہیں کہ نہ صرف اجتماع میں پابندی سے شرکت کریں گے بلکہ اس بارہویں شریف کے مہینے میں دعوت اسلامی کے سنتوں کی تربیت کیلئے روانہ ہونے والے مدنی قافلے میں بھی شرکت ہونے کی سعادت حاصل کریں گے اور ان شاء اللہ عزوجل آج کے بعد ہمارا جینا مرتنا صرف اور صرف دعوت اسلامی کے ماحول کے ساتھ ہوگا۔

عید میلاد النبی پر ہر گھری لاکھوں سلام (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

عید میلاد النبی پر ہر گھری لاکھوں سلام
ہم غریبوں کی خوشی پر ہر گھری لاکھوں سلام

جو مناتا ہے خوشی سے عید میلاد النبی
یا خدا اس امتی پر ہر گھری لاکھوں سلام

ہر برس جس نے سجا یا کوچہ و بازار کو
اس کی پوری زندگی پر ہر گھری لاکھوں سلام

جس کے صدقے رب نے بخشی عید میلاد النبی
اس رسول ہاشمی پر ہر گھنٹی لاکھوں سلام

جس گھری پیدا ہوئے رحمة للعلمین
یاخدا ہوں اس گھری پر ہر گھری لاکھوں سلام

باعثِ تسلیم جاں ہے باعثِ چین و سکون
محفلِ ذکرِ نبی پر ہر گھری لاکھوں سلام

کاش اگلے سال بھی یونہی سبھی مل کر کھیں
جان و دل کی روشنی پر ہر گھر می لاکھوں سلام

ان شاء اللہ ایک دن چل کر مدینے بھی عطا
اہم پڑھیں گے اس خوشی پر ہر گھر می لاکھوں سلام

卷之三